بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

جامعہ عبداللہ بن عمر لاہور کا
دینی، اِصلاحی، تبلیغی اور تحقیقی رِسالہ

231

ماہنامہ علم و عمل لاہور

جُمادی الثانیۃ ۱۴۴۴ھ
جنوری 2023ء

ابلاغ کے چار عناصر

اِداریہ

دل کی سختی کا علاج	ص 5
نظریں جھکا کر رکھیے	ص 8
دو عثمانی قیمتی بھائی	ص 11
تربیت اولاد میں باپ کا کردار	ص 13+14
غیر محسوس سزائیں	ص 16
کن چیزوں سے احادیث میں پناہ مانگی گئی ہے	ص 17+18
درجاتِ نساء	ص 29
اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں سے لاجواب، باکمال پیار	ص 33

دین کے کام میں آگے بڑھیے، رسالہ برائے ریکارڈ اپنے پاس محفوظ کیجیے اور دُوسروں کو لگوا دیجیے، یا بتا دیجیے تاکہ وہ اس دینی علمی تحفہ سے فائدہ اُٹھا سکیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ابلاغ کے چار عناصر

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَخَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ اَجْمَعِیْن

پیغام پہنچانے کے لیے چار چیزیں ہوتی ہیں: ❶ پیغام ❷ پیغام دینے والا شخص ❸ ذریعہ پیغام (میڈیا وغیرہ)۔ ❹ جسے پیغام دیا جارہا ہے۔

① پیغام جو بات، پیغام آپ قارئین کو پہنچ رہا ہے وہ سب سے پہلے مجھے اور ہمارے گھرانہ کے لیے ہے، پھر اُمتِ مسلمہ کے لیے۔ وہ پیغام یہی ہوتا ہے کہ ہم موت سے پہلے موت کے لیے اور موت کے بعد کے وقت کے لیے اپنا زادِ راہ ،توشۂ آخرت، سامانِ راحت برائے آخرت حاصل کرلیں۔ اور گناہوں کے دلدل سے نکل کر نیک راہوں پر چلیں اور چلتے رہیں، کہیں ایسا نہ ہو کہ اچانک بلاوا آجائے اور ہم غفلت میں ڈوبے رہ جائیں۔ مختلف آیاتِ مبارکہ اور احادیثِ مبارکہ، واقعات اور مثالوں کے ذریعہ پیغام حوالوں کے ساتھ لکھا اور دیا جاتا ہے۔ کوئی اِس پیغام کو آیتوں سے اور کوئی حدیثوں سے اور کوئی واقعات اور مثالوں سے سمجھ جاتا ہے۔

② پیغام دینے والا مضمون نگار، پیغام دینے والا ہوتا ہے جیسے اس مضمون (اداریہ) کے ذریعہ بندۂ ناچیز (مدیر ماہ نامہ علم وعمل، لاہور) پیغام دینے والا ہے۔ اور جس کا مضمون ہوگا وہ بھی پیغام دینے والوں میں آتا ہے اور رسالہ کا مدیر بھی۔

③ ذریعہ پیغام یہ رسالہ علم وعمل ذریعہ پیغام بنتا ہے۔ جہاں جہاں سے بھی پیغام آتا ہے میڈیا ہے اخبار ہے، دینی جرائد (رسالے) ہیں وغیرہ۔ یہ سب ذریعۂ پیغام ہوتے ہیں۔ سب کو شرعی حدود کے اندر رہتے ہوئے کام کرنا اور چلانا چاہیے۔

④ جسے پیغام دیا جارہا ہے سامعین وقارئین کرام اُمتِ مسلمہ جنہیں پیغام دیا جارہا ہے۔ ہم سب اس میں آتے ہیں۔ سب شرعی احکامات ہمارے لیے پیغامات ہیں ،سب آیات قرآنی اور تمام احادیثِ مبارکہ ہمارے لیے میسجز ہوتے ہیں، کاش! ہم سمجھیں اور عمل کرلیں۔ اکثر لوگ تو میسج صرف موبائل والا ہی سمجھتے ہیں۔ حالاں کہ ہر آیت میں ہر حدیث میں واعظ، مبلّغ کی ہر بات میں پیغام بلکہ پیغامات ہوتے ہیں، ہمیں دین کی باتیں اور دینی رسالوں کی طرف توجہ دینی چاہیے۔ اپنے بڑوں سے پوچھ کر دینی رسائل اور جرائد پڑھنے اور لگوانے چاہئیں۔ ہر ناول پڑھنے والا نہیں ہوتا اور ہر قسم کے رسالے بھی پڑھنے والے نہیں ہوتے۔ بالخصوص آج کل مختصر وقت میں، مضبوط، باحوالہ اور مستند رسائل ہی پڑھ لیں تو غنیمت ہے اللہ تعالیٰ ہمیں دین کی باتوں کو سیکھنے، سمجھنے، عمل کرنے اور باحوالہ ہو تو آگے پھیلانے کی توفیق عنایت فرمائیں آمین

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ اَجْمَعِیْن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بیاد

حضرت مولانا حکیم الامت مجدد الملت شاہ محمد اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ | مسیح الامت حضرت مسیح اللہ خان صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ | عارف باللہ حضرت ڈاکٹر حفیظ اللہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ | شیخ المشائخ الحاج محمد عشرت علی خان صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ

بہ برکتِ چہار سلسلہ: چشتیہ، نقشبندیہ، سہروردیہ، قادریہ

بابرکتِ دعا: شیخ الحدیث حضرت مولانا صوفی محمد سرور رحمۃ اللہ تعالیٰ، بانی جامعہ عبداللہ بن عمر لاہور

زیرِ سرپرستی: شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم العالیہ، شیخ الحدیث دار العلوم کراچی

مدیر: محمد عتیق الرحمن، مہتمم و ناظم جامعہ عبداللہ بن عمر لاہور

مولانا عبد الرحیم، نائب ناظم جامعہ عبداللہ بن عمر لاہور
0321-4200041

دینِ حق کا ترجمان

231

ماہنامہ علم و عمل لاہور

جلد نمبر: 21

شمارہ نمبر: 3

جُمادی الثانیۃ ۱۴۴۴ھ / جنوری 2023ء

MONTHLY ILM-O-AMAL

مشیرانِ گرامی

مفتی محمد حسن صاحب استاذ الحدیث، جامعہ عبداللہ بن عمر، لاہور

مولانا عبد الرحمٰن صاحب مدرس: جامعہ اشرفیہ لاہور

قاری محمد اسحاق صاحب، مدیر: ماہنامہ "محاسن اسلام"، ملتان

مولانا مفتی محمد نوید خان صاحب، مدرس: جامعہ عبداللہ بن عمر، لاہور

مولانا محمد عمر فاروق صاحب، مدرس: جامعہ عبداللہ بن عمر، لاہور

مولانا محمد طیب الیاس صاحب، مدرس: جامعہ عبداللہ بن عمر، لاہور

سرکولیشن مینیجر	مولانا زین العابدین صاحب، فون:	0331-4546365
معاون مدیر	مولانا محمد نوید جاوید صاحب، فون:	0302-4143044
مسئول عمومی امور	مولانا محمد سرور صاحب، فون:	0322-8405054

آپ اپنے رسالہ ماہنامہ "علم و عمل، لاہور"
جو کہ خالصتاً دینی، علمی، تحقیقی، بزرگوں کا اعتماد شدہ، اکابرین و مشائخ کا پسندیدہ رسالہ ہے کو پڑھ کر گھر میں ایسی جگہ رکھئے جہاں آنے والے مہمان بھی اس سے فائدہ حاصل کرسکیں، اور اگر آپ مزید اپنے لئے صدقہ جاریہ بنانا چاہیں تو کم قیمت پر خرید کر تقسیم کیجئے اور اپنے دوستوں، عزیزوں کو بتادیجئے یا لگوادیجئے

قیمت فی شمارہ: 30 روپے

قیمت سالانہ...... (مع ڈاک خرچ) **450** روپے۔

رقم منی آرڈر یا دستی بھیجئے۔ رقم پہنچنے پر رسالہ جاری کیا جاتا ہے

یہ رسالہ کسی کو ہدیہ دینے کے لئے یہاں آپ اپنی مہر یا نام لکھ سکتے ہیں

مدیر ماہنامہ علم و عمل لاہور نے ایشین پرنٹرز سے شائع کروایا

فہرست مضامین

ابلاغ کے چار عناصر	1
سب ٹائٹل	2
نصاریٰ کو دعوتِ مباہلہ	4
دل کی سختی کا علاج	5
جنت اور جہنم پردے میں ہیں	6
تین آیتیں......تین سبق	7
نظریں جھکا کر رکھیئے!	8
دوامِ طاعت اور کثرت ذکر کے فوائد	9+10
دو عثمانی قیمتی بھائی	11
تین چیزیں......سکون کا باعث ہیں	12
تربیتِ اولاد میں باپ کا کردار	13 + 14
رحم دلی کی فضیلت	15
غیر محسوس سزائیں	16
کن چیزوں سے احادیث میں پناہ مانگی گئی ہے؟	17+18
سیرتِ طیبہ میں نماز سے متعلق اسوۂ حسنہ	19
قرآن کریم کی عجیب تاثیر	20
صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کے ایمان افروز واقعات	21
دُعا کی حقیقت اور آداب	22
کچھ اشیاء کی خرید وفروخت سے متعلق مسائل	23
بیمار دل کی چار علامات	24
اللہ تعالیٰ کے وجود پر اہلِ دانش کے چند دلائل	25+26
حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی 4 نصیحتیں	27
نگاہ میں کوئی بُرا نہ رہا	28
درجاتِ نساء	29
کاش! آج میری ماں ہوتی تو اسے بتاتا	30
ایک نیکی کی تلاش	31
عبادت باعثِ ہدایت	32
اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں سے لاجواب، باکمال پیار	33
جامعہ کے شب و روز	34

نیک اعمال کے 5 اثرات

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ نیک عمل کی وجہ سے:

1. چہرہ پر رونق آتی ہے۔
2. دل میں نور پیدا ہوتا ہے۔
3. رزق میں کشادگی ہوتی ہے۔
4. بدن میں طاقت وقوت آتی ہے۔
5. مخلوق کے دلوں میں محبت پیدا ہوتی ہے۔

(الجواب الکافی لابن القیم 51/1)

الحدیث: ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے اس شخص پر جس نے صحابہ کرام کو بُرا کہا۔ (طبرانی کبیر: 13588، اسنادہ حسن لغیرہ)

نصاریٰ کو دعوتِ مباہلہ

آسان ترجمۂ قرآن
شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی

اِنَّ مَثَلَ عِیۡسٰی عِنۡدَاللّٰہِ کَمَثَلِ اٰدَمَ ؕ خَلَقَہٗ مِنۡ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَہٗ کُنۡ فَیَکُوۡنُ o

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے نزدیک حضرت عیسیٰ کی مثال حضرت آدم جیسی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں مٹی سے پیدا کیا، پھران سے کہا، ہوجاؤ! بس وہ ہوگئے۔

اَلۡحَقُّ مِنۡ رَّبِّکَ فَلَا تَکُنۡ مِّنَ الۡمُمۡتَرِیۡنَ o

ترجمہ: حق وہی ہے جوتمہارے رب تعالیٰ کی طرف سے آیا ہے لہٰذا شک کرنے والوں میں شامل نہ ہوجانا

فَمَنۡ حَآجَّکَ فِیۡہِ مِنۡۢ بَعۡدِ مَا جَآءَکَ مِنَ الۡعِلۡمِ فَقُلۡ تَعَالَوۡا نَدۡعُ اَبۡنَآءَنَا وَاَبۡنَآءَکُمۡ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَکُمۡ وَاَنۡفُسَنَا وَاَنۡفُسَکُمۡ ۟ ثُمَّ نَبۡتَہِلۡ فَنَجۡعَلۡ لَّعۡنَتَ اللّٰہِ عَلَی الۡکٰذِبِیۡنَ o

ترجمہ: تمہارے پاس (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے واقعے کا) جوصحیح علم آگیا ہے اس کے بعد بھی جو لوگ اس معاملہ میں تم سے بحث کریں تو ان سے کہہ دو کہ: آؤ! ہم اپنے بیٹوں کو بلائیں اور تم اپنے بیٹوں کو، اور ہم اپنی عورتوں کو اور تم اپنی عورتوں کو، اور ہم اپنے لوگوں کو اور تم اپنے لوگوں کو، پھر ہم سب مل کر اللہ تعالیٰ کے سامنے گڑ گڑائیں، اور جو جھوٹے ہوں اُن پر اللہ تعالیٰ کی لعنت بھیجیں۔

تفسیر: اس عمل کو مباہلہ کہا جاتا ہے۔ جب بحث کا کوئی فریق دلائل کو تسلیم کرنے کے بجائے ہٹ دھرمی پرتُل جائے تو آخری راستہ یہ ہے کہ اسے مباہلہ کی دعوت دی جائے جس میں دونوں فریق اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کریں کہ ہم میں سے جو جھوٹا یا باطل پر ہو وہ ہلاک ہوجائے۔ جیسا کہ اس سورت کے شروع میں بیان ہوا ہے، شہرِ نجران کے عیسائیوں کا ایک وفد آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی خدمت میں آیا تھا، اس نے آپ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خدائی پر بحث کی جس کا اطمینان بخش جواب قرآنِ کریم کی طرف سے پچھلی آیتوں میں دے دیا گیا۔ جب وہ کھلے دلائل کے باوجود اپنی گمراہی پر اصرار کرتے رہے تو اس آیت نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو حکم دیا کہ وہ اُنہیں مباہلے کی دعوت دیں۔ چناں چہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ان کو یہ دعوت دی اور خود اس کے لیے تیار ہوکر اپنے اہل بیت کو بھی جمع فرمالیا، لیکن عیسائیوں کا وفد مباہلے سے فرار اختیار کرگیا۔

اِنَّ ہٰذَا لَہُوَ الۡقَصَصُ الۡحَقُّ ۚ وَمَا مِنۡ اِلٰہٍ اِلَّا اللّٰہُ ؕ وَاِنَّ اللّٰہَ لَہُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ o

ترجمہ: یقین جانو کہ واقعات کا سچا بیان یہی ہے، اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔ اور یقیناً اللہ تعالیٰ ہی ہے جو اقتدار کا بھی مالک ہے حکمت کا بھی مالک ہے۔

فَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَاِنَّ اللّٰہَ عَلِیۡمٌۢ بِالۡمُفۡسِدِیۡنَ o

ترجمہ: پھر بھی اگر یہ لوگ منہ موڑیں تو اللہ تعالیٰ مفسدوں (فسادی لوگوں) کو اچھی طرح جانتا ہے۔

الحدیث: ترجمہ، جس نے مسجد تعمیر کی اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بنائیں گے۔ (صحیح مسلم:450)

دل کی سختی کا علاج

مولانا محمد طیب الیاس صاحب

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں شکایت کی کہ میرا دل بہت سخت ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

اِمۡسَحۡ رَأۡسَ الۡيَتِيۡمِ وَاَطۡعِمِ الۡمِسۡكِيۡنَ

''یتیم کے سر پر شفقت کے ساتھ ہاتھ پھیرا کرو، اور مسکین کو کھانا کھلایا کرو (دِل نرم ہو جائے گا)۔''

(مسند احمد، مسند المکثرین من الصحابۃ، 9018، اسنادہ ضعیف)

تشریح: دِل کی نرمی اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت اور دِل کی سختی بہت بڑی آفت ہے، کیوں کہ دل کی سختی اور قساوت کے جو بُرے آثار اور نتائج ظاہر ہوتے ہیں وہ انتہائی بھیانک اور خطرناک ہیں، مثلاً: اپنے گناہوں پر پشیمانی اور ندامت کا نہ ہونا، آنکھوں کا خشک ہو جانا، دل کا بے رحم ہو جانا، احساس وجذبات سے خالی ہونا، اور اللہ تعالیٰ کی آیات میں غور و فکر نہ کرنا۔ اِس حدیث میں نبی اکرم ﷺ سے ایک شخص نے اپنے دِل کے سخت ہونے کی شکایت کی اور علاج طلب کیا، جس سے دِل نرم ہو جائے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دِل کی سختی کے دو علاج بیان فرمائے۔

① یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرنا کسی انسان کا دِل کتنا ہی سخت کیوں نہ ہو، جب وہ کسی یتیم کو دیکھتا ہے اُس کا دل بھر آتا ہے جب وہ یہ سوچتا ہے کہ جس طرح میں اپنی اولاد کا ایک تربیت کرنے والا اور شفیق باپ ہوں اِسی طرح اِس کا بھی کوئی تربیت کرنے والا اور شفیق باپ تھا، جس کی شفقت سے آج یہ محروم ہے اور اگر اِس نیت سے وہ کسی یتیم کے ساتھ رحم و کرم کا برتاؤ کرنے لگتا ہے تو قدرت آہستہ آہستہ اُس کی قلبی سختی کو نرمی سے بدل دیتی ہے۔

② مسکین کو کھانا کھلانا کسی مسکین کو کھانا کھلانا بڑے اجر و ثواب کا کام ہے، اِس سے بھی دِل کی سختی دور ہوتی ہے اور دِل نرم ہوتا ہے۔

دِل کی سختی کے علاج میں اِن دو کاموں کا خاص طور سے ذکر فرمایا، علامہ طیبی (شارح مشکوٰۃ) رحمہ اللہ تعالیٰ اس کی وجہ بیان کرتے ہیں کہ اِس میں قرآن کریم کی اِن آیاتِ کریمہ کی طرف اشارہ ہے: ''یا پھر کسی بھوک والے دن میں کھانا کھلا دینا، کسی رشتہ دار یتیم کو، یا کسی مسکین کو جو مٹی میں رُل رہا ہو۔ (سورۃ البلد، آیت 14-16)

یعنی یہ دین کے اہم کام ہیں، جن کو بجا لانا نفس پر شاق ہوتا ہے، لیکن اس پر بڑا اَجر و ثواب ملتا ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح، باب الشفقۃ والرحمۃ علی الخلق: 5001)

بیواؤں اور یتیموں کا خوب خیال رکھیے! حضرت مولٰنا سید محمد بدر عالم میرٹھی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''دینِ اِسلام نے بیواؤں، یتیموں اور مساکین کی طرف اتنی توجہ کی ہے کہ قرآن کریم میں کئی مقامات پر خصوصیت کے ساتھ اُن کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ جس قوم میں بے کسوں کے ساتھ حسن سلوک کرنا اپنا اولین فرض سمجھا جانے لگے، اُس کے ذلیل افراد بھی عزیز بن کر زندگی بسر کرتے ہیں۔ (جواہر الحکم، ص: 58)

جنت اور جہنم پردے میں ہیں

انتخاب
مولانا عبدالرحمٰن صاحب
ابن حضرت صوفی محمد سرور صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ

اس دنیا کو اللہ تعالیٰ نے امتحان اور آزمائش کا گھر بنایا ہے، اس آزمائش کا تقاضا یہ ہے کہ انسان اپنی عقل اور سمجھ استعمال کر کے اس امتحان میں کامیابی حاصل کرے، اگر دوزخ سامنے کردی جاتی کہ دیکھو یہ دوزخ ہے اور اس میں آگ بھڑک رہی ہے اور اس کے عذاب کا مشاہدہ ہوجاتا۔ اور دوسری طرف جنت سامنے کردی جاتی کہ اس جنت کی نعمتیں اور اس کے پُرکیف مناظر سامنے ہوتے، اور پھر انسان سے کہا جاتا کہ تم ان دونوں مقامات میں سے ایک مقام کو اپنے لیے اختیار کرلو اور اس کے راستے پر چل پڑو۔ پھر تو یہ امتحان نہ ہوتا۔ یہ امتحان اس طرح رکھا کہ اللہ تعالیٰ نے جنت بھی پیدا فرمائی اور جہنم بھی پیدا فرمائی لیکن جہنم پر نفسانی خواہشات کا پردہ ڈال دیا اور وہ نفسانی خواہشات انسان کو جہنم کی طرف لے جانا چاہتی ہیں۔ مثلاً دل چاہتا ہے کہ فلاں کام کرلوں حالاں کہ وہ کام دوزخ میں لے جانے والا ہے۔ اور دوسری طرف جنت پر دشواریوں (عملی محنت) کا پردہ ڈال دیا اور ایسی چیزوں کا پردہ ڈال دیا جن کو انسان کا نفس بُرا سمجھتا ہے۔ مثلاً یہ کہ صبح سویرے اُٹھو، اپنی نیند کو چھوڑو، مسجد کی طرف جاؤ، نمازِ فجر ادا کرو، ذکر کرو، گناہوں کو چھوڑو۔ اب انسان کا نفس ان باتوں کو بظاہر بُرا سمجھتا ہے لیکن جنت کو ان کے پیچھے چھپا دیا گیا ہے اور اس پر ان کا پردہ ڈال دیا ہے۔

جہنم کے انگارے خریدنے والا جتنی چیزیں نفسانی شہوات سے متعلق ہیں۔ اگر انسان ان کے پیچھے اس طرح چل پڑے کہ جو جی میں آئے کر گزرے اور یہ نہ دیکھے کہ یہ کام حلال ہے یا حرام ہے، جائز ہے یا ناجائز ہے تو اس صورت میں یہ راستہ سیدھا جہنم کی طرف لے جائے گا۔ مثلاً انسان کا دل کھیل تماشوں کی طرف بہت مائل ہوتا ہے۔ پہلے زمانہ میں تو کھیل تماشوں کے لیے باقاعدہ جگہیں مقرر ہوتی تھیں، وہاں جانا پڑتا تھا۔ لیکن اب تو گھر گھر میں کھیل تماشے ہو رہے ہیں۔ یہ سب نفسانی خواہشات ہیں، جن کو پورا کرنے کے لیے انسان پیسے خرچ کرتا ہے۔ اور پیسے خرچ کر کے بازار جا کر دوڑ دھوپ کر کے محنت اور مشقت برداشت کر کے کھیل تماشوں کا سامان خرید رہا ہے۔ گویا اپنے گھر کے اندر، اپنے ڈرائنگ روم میں، اپنے بیڈ روم میں اور اپنے بچوں کے لیے دوزخ کے انگارے خرید کر لا رہا ہے۔ جنت کا سامان کرنے کے بجائے جہنم کا سامان کر رہا ہے۔ یہ سب کچھ اس لیے کر رہا ہے کہ خواہشات کا پردہ پڑا ہوا ہے۔ اگر یہ پردہ اُٹھ جائے اور حقیقت شناس نگاہ پیدا ہوجائے تو اس وقت معلوم ہوگا کہ میں یہ سارے کام جو کر رہا ہوں درحقیقت جہنم میں لے جانے والے کام ہیں۔

(ماخوذ: اصلاحی خطبات، حضرت مفتی محمد تقی عثمانی صاحب 28/7)

تین آیتیں... تین سبق

ابو ناجیہ لاہور

پہلی آیت اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور اگر کبھی شیطان کی طرف سے تمہیں کوئی وسوسہ آنے لگے تو (ایسی حالت میں فوراً) اللہ کی پناہ مانگ لو، یقیناً وہ ہر بات کا سننے والا، ہر چیز جاننے والا ہے (سورۃ الاعراف: 200)

سبق اِس آیت میں نبی کریم ﷺ کے واسطے سے ہر مسلمان کو یہ تعلیم دی گئی ہے کہ جب کبھی شیطان دِل میں کوئی بُرے خیال کا وسوسہ ڈالے تو فوراً اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگ لے۔ اِس بات کا ذکر خاص طور پر درگزر کا رویّہ اَپنانے کے سلسلے میں کیا گیا ہے ،جس کا مطلب یہ ہے کہ جہاں درگزر اور معاف کرنے کی فضیلت ہے، وہاں بھی اگر شیطانی اَثر سے کسی کو غصہ آجائے تو اِس کا علاج بھی اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگنا ہے۔

دوسری آیت اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: جن لوگوں نے تقویٰ (پرہیز گاری کو) اختیار کیا ،انہیں جب شیطان کی طرف سے کوئی خیال آکر چھوتا بھی ہے تو وہ (اللہ تعالیٰ) کو یاد کرلیتے ہیں، چناں چہ اچانک اُن کی آنکھیں کھل جاتی ہیں۔'' (سورۃ الاعراف: 201)

سبق نفس اور شیطان کے اَثرات سے بڑے بڑے پرہیز گاروں کو بھی خواہش ہوتی ہے، لیکن وہ اِس کا علاج اِس طرح کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں ،اُس سے مدد مانگتے ہیں ،دعائیں کرتے ہیں، اور اُس کی بارگاہ میں حاضری کا دھیان کرتے ہیں، یکا یک اُن کی آنکھیں کھل جاتی ہیں، غفلت کا پردہ چاک ہوجاتا ہے، اُن کو گناہ کی حقیقت نظر آجاتی ہے اور وہ گناہ سے بچ جاتے ہیں ،اور اگر کبھی غلطی ہو بھی جائے تو توبہ کی توفیق ہوجاتی ہے۔

تیسری آیت اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور جو اِن شیاطین کے بھائی ہیں، اُن کو یہ شیطان گمراہی میں گھسیٹے لے جاتے ہیں ،نتیجہ یہ کہ وہ (گمراہی سے) باز نہیں آتے۔'' (سورۃ الاعراف: 202)

سبق جو لوگ شیاطین کے بھائی ہیں یعنی اُن کے تابع ہیں، اُن سے مانوس ہیں، اُن کی بات مانتے ہیں اور اُن کے وسوسوں پر عمل کرتے ہیں ،شیاطین اُن کو گمراہی میں کھینچتے اور گھسیٹے لیے جاتے ہیں، یہ لوگ کفر وشرک کی باتوں سے باز نہیں آتے۔

غرض یہ کہ شیاطین سے مؤمن بندے ہی محفوظ رہ سکتے ہیں، جو اللہ تعالیٰ کی طرف راغب اور متوجہ رہتے ہیں جب شیطان وسوسہ یا کوئی بُرا خیال دل میں ڈالتا ہے تو فوراً یہ کلمات پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتے ہیں۔

رَبِّ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ ۝ وَاَعُوْذُ بِکَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ ۝ (سورۃ المؤمنون، آیت 97-98)

ترجمہ: ''اے میرے پروردگار! میں شیطان کے وسوسوں سے آپ کی پناہ مانگتا ہوں۔

اور اے میرے پروردگار! میں اُن کے اپنے قریب آنے سے بھی آپ کی پناہ مانگتا ہوں۔'' آمین

نظریں جھکا کر رکھیے!

حضرت مفتی محمد حسن صاحب دامت برکاتہم

لاہور کے ایک مدرسہ کے طلباء کے امتحانات چل رہے تھے، قرآن کریم کے ترجمہ اور تفسیر کا امتحان تھا اور ہمارے نیک اساتذہ کرام نے قرآن کریم کی یہ آیت لکھ کر بھیج دی:

قُل لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ

(سورۃ النور، آیت:30)

ترجمہ: آپ مؤمنین کو فرمادیں کہ وہ اپنی نظروں کو جھکا کر رکھیں۔

طلباء نے بہترین ترجمہ لکھ دیا اور تشریح بھی بہترین لکھ دی۔ ہمارے نیک اساتذہ کرام نے ظاہر کو دیکھ کر پاس بھی کر دیا۔ ایک بھائی کہنے لگے کہ عرش پر یہ نمبر تب لگیں گے جب راستہ میں نظریں جھک جائیں۔ یہاں کے امتحان میں تو آپ پاس ہو گئے لیکن آخرت کے امتحان میں آپ تب پاس ہوں گے جب راستہ میں نظریں جھک جائیں۔

حیا والا جذبہ جو مسلمان کو عرش تک پہنچاتا ہے

ایک مرتبہ میں برطانیہ کے شہر لندن میں تھا راستہ میں جا رہا تھا، وہاں ایک صاحب کو دیکھا عینک کو اتار کر چل رہے تھے، حالاں کہ عینک اتارنے کا حکم نہیں، نظر جھکانے کا حکم ہے، کہنے لگے مجھے جتنا راستہ دیکھنے کی ضرورت ہوتی ہے بغیر عینک کے نظر آتا ہے میں نے یہاں عینک اتار رکھی ہے، کیوں کہ دائیں بائیں بے پردگی کا ماحول ہے کہیں اچانک بھی نظر پڑے مجھے شکل وصورت صاف نظر نہ آئے کیوں کہ بیٹی چاہے کافر کی بیٹی کیوں نہ ہو، ہے تو بیٹی۔ یہ حیا والا جذبہ جو مسلمان کو عرش تک پہنچاتا ہے۔

گناہ کا تقاضا آنا برا نہیں، گناہ پر عمل بُرا ہے

تھوڑے بہت گناہوں کے جھونکے آتے رہتے ہیں، خیالات آتے رہتے ہیں۔ حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولنا محمد اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرمانے لگے کہ گناہ کا خیال آنا بُرا نہیں، گناہ کے تقاضے پر عمل کرنا یہ بُرا ہے۔ خیال آنا غیر اختیاری چیز ہے، ہاں اس کے تقاضے پر عمل نہ کرے

پہلوان کی پہلوانی کا پتہ اکھاڑے میں لگتا ہے

گناہوں کے خیالات گناہوں کے جھونکے یہ بھی درجات کی بلندی کے لیے آتے ہیں۔ پہلوان کی پہلوانی کا پتہ اکھاڑے میں لگتا ہے، پہلوان اکھاڑے میں ایک کشتی جیت لے تو خوشی سے پھولے سے نہیں سماتا، حالاں کہ اس میں جو انعام ملتا ہے اس کی کیا حقیقت ہے۔ میں ایک گھر میں گیا وہاں کپ رکھے ہوئے تھے، کہنے لگے ہم نے انعام میں جیتے ہیں حالاں کہ ان میں نہ کوئی چائے پی سکتا ہے، اور نہ ہی پانی۔ بالکل فارغ رکھے ہوئے یعنی دنیا کے انعام کی یہ حقیقت ہے اور آخرت کا انعام کیا ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ ایک مرتبہ سبحان اللہ کہنا دنیا بھر کی دولتوں سے بڑھ کر ہے۔ (تفسیر روح المعانی، پارہ نمبر19)

بسلسلہ اصلاحی مجالس

حضرت مولانا صوفی محمد سرور صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ
بانی جامعہ عبداللہ بن عمر، لاہور
اخذ و ترتیب
مولانا مفتی محمد نوید خان صاحب لاہور

دوامِ طاعت اور کثرتِ ذِکر کے فوائد

(مشائخ کی طرف سے جو خاص ذکر دیا جاتا ہے وہ) ذکر ایک وقت مقرر کر کے کر لینا بہتر ہے اگر ایسا نہ کر سکے تو پھر ذکر کو چلتے پھرتے پورا کر لے، حالات انسان کے بدلتے رہتے ہیں، کبھی راتیں چھوٹی ہوتی ہیں، کبھی دن چھوٹے ہوتے ہیں، اس لئے کبھی رات کو نفل زیادہ پڑھ لئے سوتے وقت، کبھی تہجد کے وقت پڑھ لئے، جس طرح آسانی ہو اس طرح آدمی کر لے۔ کوشش تو یہ کرے کہ جو ذکر (خاص) ہو کرتا ہے وہ اکٹھا ایک جگہ بیٹھ کر کرے تا کہ یکسوئی زیادہ ہو، جو ذکر کرنے کا مقصد ہے۔

ذکر خاص کے مقاصد یعنی اس ذکر (خاص) کے تو دو مقصد ہوتے ہیں ایک یکسوئی کا پیدا ہونا جس کی وجہ سے عبادات نماز وغیرہ میں یکسوئی حاصل ہو سکے۔ دوسرا مقصد اللہ تعالیٰ کی محبت کا بڑھ جانا ہے۔
اللہ تعالیٰ کی محبت دین میں بہت اونچی چیز ہے، اللہ تعالیٰ کی محبت پر پورے دین کا دارومدار ہے، محبت ہو تو ظاہری احکام بھی اعلیٰ عمدہ طریقے سے پائے جاتے ہیں۔ محبت کی وجہ سے نماز، روزہ اور حج وغیرہ میں بڑی آسانی ہوتی ہے، دل زیادہ لگتا ہے، توجہ زیادہ ہوتی ہے، ذوق وشوق زیادہ ہوتا ہے، ایسے ہی اچھے اخلاق میں بھی قوت آتی ہے۔

اخلاق کی اصلاح کا مقصد اچھے اخلاق سے اللہ تعالیٰ کے تعلق کو بڑھانا ہوتا ہے۔ اچھے اخلاق جیسے توکل، شکر، رجا (امید)، خوف، رضا بالقضاء۔ ان سب میں مقصود اللہ تعالیٰ کے تعلق کو بڑھانا ہوتا ہے اور برے اخلاق میں غیر اللہ کے ساتھ تعلق زیادہ ہوتا ہے، اس کو کم کرنا مقصود ہوتا ہے، تکبر میں اپنی ذات سے زیادہ محبت ہو جاتی ہے، ریا میں لوگوں سے محبت بڑھ جاتی ہے، حبِ مال میں مال سے محبت بڑھ جاتی ہے، حب جاہ میں اپنی عزت سے محبت بڑھ جاتی ہے یہ سب غیر اللہ ہیں۔ تو برے اخلاق کی اصلاح کا حاصل یہی ہوتا ہے کہ غیر اللہ سے تعلق کم ہو اور اچھے اخلاق کا حاصل یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے تعلق زیادہ ہو۔ تو اللہ تعالیٰ کی محبت اگر زیادہ ہوگی تو یہ سارے کام اچھے ہو جائیں گے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ سے تعلق میں کمی ہوگی تو ان سب کاموں میں کمی آجائے گی۔ اعمال صالحہ میں کمی آجائے گی۔ تو ظاہری اعمال ہوں یا باطنی اعمال ہوں سب میں اللہ تعالیٰ کی محبت کو دخل ہوتا ہے۔ اس لئے ذکر (خاص) بتایا جاتا ہے۔

ذکر میں یکسوئی پیدا ہوتی ہے ذکر میں یکسوئی پیدا ہوتی ہے کیوں کہ جب بار بار ایک جگہ بیٹھ کر مثلاً لا الہ الا اللہ کہتا ہے تو طبیعت میں یکسوئی پیدا ہو جاتی ہے۔ اس کے ساتھ اگر یہ بھی سوچتے ہوئے ذکر کرے کہ لا الہ سے اللہ تعالیٰ کے سوا سب غیر کو دل سے نکال کر پھینک رہا ہوں اور الا اللہ میں اللہ تعالیٰ کی محبت کو دل میں ڈال رہا ہوں، تو اس تصور سے ذکر کا فائدہ زیادہ ہوتا ہے۔ اس لئے یہ تصور بھی ساتھ کر لے۔

بہرحال ذکر سے ثواب تو ہوتا ہی ہے، ثواب تو ہمارا مقصود حیات ہے، اس کے علاوہ ذکر میں یہ دو مقصد اور بھی ہوتے ہیں جن کا ذکر ہوا۔

زبان کا ذکر ہمیشہ کرتا رہے (عام طور پر جو ذکر ہم کرتے ہیں اس میں) بہتر یہ ہے کہ زبان کا ذکر جاری رکھے۔ ساتھ دل سے بھی جتنا ہو سکے، ذکر کرتا رہے۔ اگر زبان سے ذکر نہ کرے بلکہ صرف دل سے کرے تو اس میں ہمیشگی نہیں ہوتی۔ دل کسی اور طرف متوجہ ہوا تو ذکر کرنا بھی رک جاتا ہے۔ زبان سے ذکر کرتا رہے تو اس میں آسانی ہے اور یہ ہر وقت ہو سکتا ہے۔ اس میں کثرت ذکر بھی ہو جائے گا جو مقصود ہے۔ کثرت ذکر اور دوام طاعت یہ دونوں ذریعہ بنتے ہیں اللہ تعالیٰ کے قرب کا اور سیر الی اللہ میں ترقی کا اور ولایت اور نسبت باطنہ کے حاصل کرنے کا۔

دوام طاعت کا مطلب دوام طاعت کا مطلب یہ ہے کہ ہمیشہ اطاعت کرے یعنی دین کے پانچ شعبوں (یعنی عقائد، عبادات، معاشرات، معاملات اور اخلاق) میں پانچوں قسم کی پابندی کرے یعنی فرض، واجب، سنت مؤکدہ ادا کرے اور حرام اور مکروہ تحریمی سے بچے۔ پچیس قسم کے کام ہوئے ان کی پابندی کرے۔

شیخ کی ضرورت یہ پابندی شیخ کے مشورے کے بغیر نہیں ہو سکتی، اس لئے شیخ پکڑنا ضروری ہے، اور پچیس قسم کی پابندی کرے۔ دن رات عبادت میں لگا رہے پھر اللہ تعالیٰ کی رحمت سے قرب بڑھتا جائے گا اور ایک وقت آ جائے گا کہ اللہ تعالیٰ اپنا خصوصی قرب جس کو ولایت کہتے ہیں وہ عطا فرما دیں گے۔ یہ ولایت ملتی تو ان کی عطا سے ہے لیکن اس کے لئے دوام طاعت اور کثرتِ ذکر ضروری ہے۔ ان دونوں کاموں سے ترقی ہوتی رہتی ہے۔ یہاں تک کہ ترقی اس درجے کو پہنچ جاتی ہے کہ جس میں اللہ تعالیٰ کا قرب، ولایت اور نسبت باطنہ حاصل ہو جاتی ہے۔

اچھی موت کا سبب ہمیں چاہئے کہ ہم اللہ تعالیٰ کا قرب لے کر ان کے دربار میں حاضر ہوں، موت یہ اللہ تعالیٰ کے دربار کی حاضری ہے اور بعض لوگوں کو موت اتنے اعلیٰ درجے کی آتی ہے کہ عین موت کے وقت اللہ تعالیٰ کی زیارت ہو جاتی ہے۔ ابن فارس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا واقعہ آتا ہے کہ جب ان کی موت کا وقت آیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو آٹھوں جنتیں دکھائیں کہ جس میں چاہو چلے جاؤ! ان کی شان بہت اونچی تھی انھوں نے یوں عرض کیا جس کا حاصل یہ ہے کہ میں تو ساری زندگی یہ چاہتا رہا کہ کب موت آئے اور مجھے آپ کی زیارت ہو، اب موت کا وقت ہے آپ مجھے اپنی زیارت کیوں نہیں کراتے جنت کیوں دکھاتے ہیں؟ اس پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہوئی کہ جان نکلنی شروع ہوئی اور اللہ تعالیٰ کی زیارت بھی انھیں ہونے لگی۔ اللہ تعالیٰ کی زیارت بڑی نعمت ہے اور اس کا ذریعہ یہی عمل صالح ہے یعنی دوام طاعت اور کثرت ذکر۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق دیں آمین ثم آمین

2 عثمانی قیمتی بھائی

حضرت مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب کی رحلت ملکِ پاکستان کا بلکہ دُنیا بھر کا عظیم سانحہ ہے۔ایک چلتا پھرتا ذخیرۂ علم دُنیا سے کوچ کر گیا اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّااِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اللہ تعالیٰ ان کی کامل مغفرت اور بلند درجات عطاء فرمائیں آمین اللہ تعالیٰ پسماندگان کو صبر جمیل عطاء فرمائیں آمین ثم آمین یارب العٰلمین

اِس ادارہ کے بارے میں تأثرات ومحبت

حضرت مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب اِس ادارہ (جامعہ عبداللہ بن عمر، لاہور) سے بہت محبت اور لگاؤ رکھتے تھے۔چارسال پہلے تک الحمدللہ تعالیٰ! (تقریباً) ہر سال اِس ادارہ میں تشریف لاتے تھے۔

اور یہاں جب بیان ہوتا تو فرمایا کرتے تھے یہ (محمد عتیق الرحمٰن، مدیر جامعہ عبداللہ بن عمر، لاہور) مجھے بڑی محبت سے بلاتے ہیں۔اور یہ بھی بیان میں فرمایا کہ یہ ادارہ (جامعہ عبداللہ بن عمر، لاہور) اِن مدارس میں سے ہے جہاں میرا خود دِل چاہتا ہے کہ میں آیا کروں۔مزید فرمایا کرتے تھے کہ اِنتظامی اور دِینی تربیت کے حوالہ سے یہ مدرسہ (جامعہ عبداللہ بن عمر، لاہور) بہت اچھا اِدارہ ہے مَاشَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی لَاقُوَّۃَ اِلَّابِاللّٰہِ۔

اور اِس ادارہ علم وعمل لاہور کا ماہ نامہ علم وعمل، لاہور جو رسالہ نکلتا ہے" اس کے ہر صفحہ اور ہر سطر سے قاری (پڑھنے والا) ایک نیا فائدہ حاصل کرتا ہے"۔

حضرت ...ماشاء اللہ تعالیٰ بہت عظیم انسان تھے اور حضرت ڈاکٹر عبدالحئی عارفی رحمہ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ مجاز تھے اور اِن کے شیخ محترم حضرت ڈاکٹر عبدالحئی عارفی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اِن کے بارہ میں اور شیخ الاسلام حضرت مولنا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ کے بارہ میں فرمایا تھا: یہ دو ہیرے ہیں"، یعنی بہت قیمتی اثاثہ ہیں اللہ تعالیٰ مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی قبر پر رحمتوں کی بارش جاری فرمائیں اور حضرت مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ کی زندگی صحت وعافیت کے ساتھ لمبی عمر میں عطا فرمائیں آمین ثم آمین یارب العٰلمین

عجیب اِتفاق اِس مضمون کو لکھتے وقت (یکم دسمبر 2022 بروز جمعرات کو بندہ ناچیز اس مضون کو اپنے دفتر میں بیٹھ کر لکھ رہا تھا) تو اچانک مجھے تین بار عجیب خوش نما، مہکتی ہوئی، زبردست خوش بو محسوس ہوئی، بندۂ ناچیز کے دفتر میں۔اِس پر بندہ نے کسی صاحب کو بلاکر گواہ بنالیا تاکہ یقین ہو سکے، وہم نہ سمجھا جانے لگے۔

اصل روشنی سورج چاند اور دِن کی نہیں اصل روشنی تو علم دین اور اس پر عمل کرنے میں ہے جو کہ آخرت کی ہمیشہ کی روشی ہے۔

اور اصل اندھیرا رات کا نہیں، بلکہ اصل اندھیرا تو صرف دین سے دُور رہنے میں ہے۔

3 چیزیں سکون کا باعث ہیں

جناب محمد حسن ہارون صاحب

قرآن مجید پر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ تین چیزیں باعثِ سکون ہوتی ہیں:

1 بیوی ایک بیوی، خاوند کے لیے سکون کا باعث ہوتی ہے۔ چناں چہ قرآن کریم میں فرمایا:

وَمِنْ آيٰتِهٖ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْا اِلَيْهَا (سورۃ الروم، آیت: 21)

ترجمہ: اور اس کی ایک نشانی یہ ہے کہ اس نے تمہارے لیے تم میں سے بیویاں پیدا کیں تاکہ تم ان کے پاس جا کر سکون حاصل کرو۔

2 گھر گھر بھی انسان کے لیے سکون کا باعث ہے۔ اس لیے اس کو مسکن کہتے ہیں، جہاں انسان ٹھہرتا ہے اور ٹھہراؤ کو سکون کہتے ہیں۔

قرآن کریم میں ارشاد ہے: **وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ بُيُوْتِكُمْ سَكَنًا** (سورۃ النحل، آیت: 80)

ترجمہ: "اور اس نے تمہارے لیے تمہارے گھروں کو سکون کی جگہ بنایا"۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ انسان کو گھر میں بھی سکون ملتا ہے۔

3 رات اور اللہ تعالیٰ نے رات کو بھی سکون کے لیے بنایا۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِتَسْكُنُوْا (سورۃ یونس، آیت: 67)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے تمہارے لیے رات بنائی، تاکہ تم اس میں سکون حاصل کرو۔

معلوم ہوا کہ ایک انسان کے لیے تین چیزیں سکون کا سبب ہوتی ہیں: 1 بیوی 2 گھر 3 رات۔

لہٰذا جو لوگ اپنے گھروں میں رات کے اوقات اپنے اہلِ خانہ کے ساتھ گزارتے ہیں ان کی زندگی کے اندر سکون و اطمینان ہوتا ہے۔ جو بیوی سے دُور رہیں گے یوں سمجھیں کہ وہ 33 فی صد سکون سے دُور ہو گئے۔ جو رات گھر سے دور گزاریں گے وہ مزید 33 فی صد دور ہو گئے۔ اور اگر گھر ہی نہیں ہوگا تو اگلا 33 فی صد بھی چلا گیا۔

گھر پر رہیے، پرسکون رہیے! بھرپور سکون انسان کو گھر میں رات اہل خانہ کے ساتھ گزارنے سے نصیب ہوتا ہے۔ لہٰذا جو لوگ رات دیر تک اپنے دوستوں کی محفلوں میں گپیں ہانکتے رہتے ہیں اور رات کا زیادہ تر حصہ باہر گزارنے کے بعد صرف سونے کے لیے گھر آتے ہیں تو ان کی زندگی بھی پُر سکون نہیں ہو سکتی نا اہل خانہ کو سکون نا خاوند کو سکون۔

تو ہم مرد حضرات بھی اس بات کا خیال رکھیں کہ اگر ہم رات کا زیادہ تر حصہ باہر گزاریں گے تو ہمیں سکون نہیں ملے گا۔ سکون ملنے کی تین چیزیں اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بتلائی ہیں کہ رات کا وقت ہو، اپنا گھر ہو اور اپنے اہل خانہ کے ساتھ آرام کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے دل میں کامل سکون عطا فرماتے ہیں۔

قول مولانا ابوالحسن ندوی: عصرِ حاضر کی اہم ترین ضرورت یہ ہے کہ مسلمانوں میں خود اعتمادی پیدا کی جائے (عروج و زوال کا اثر: 339)

تربیتِ اولاد میں باپ کا کردار

مولنا محمد نوید جاوید

اللہ ربّ العزت نے دنیا میں نسلِ انسانی کی بقا کے لیے خاندان بنائے۔ میاں بیوی اوران کی اولاد۔ والد کے ذمہ خاندان کا معاشی نظام رکھااور بیوی کو گھرداری اور بچوں کی پرورش جیسے کام سرانجام دینے کی ذمہ داری سونپی۔ بظاہر دونوں اپنا اپنا کام سرانجام دیتے ہیں، لیکن ''توازن'' اور ''احساس'' کا تقاضا یہ کہ دونوں معاش اور گھریلو انتظام میں ایک دوسرے کی مدد کریں تو بہترین خاندان کا ایک اعلیٰ نمونہ پیش کیا جا سکتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی حیاتِ طیبہ سے اپنے کام خود کرنے اورامہات المؤمنین کی گھر کے کاموں میں مدد کرنے کی بھی مثالیں ملتی ہیں۔ اسی طرح سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تجارت کیا کرتی تھیں۔

رہی بات بچوں کی ''تربیت'' کی تو اکثر وبیشتر یہ جملہ سننے کو ملے گا ''بچوں کی تربیت تو ماں کی ہی ذمہ داری ہے''

تربیت دونوں ہی کی ذمہ داری ہے ماں باپ دونوں کی یکساں اوراولین ترجیح بچوں کی تربیت ہے۔ عائلی زندگی اور خاندان کو معاشرتی اکائی قرار دیا جاتا ہے۔ والدین کی اولین ذمہ داری اولاد کی بہترین تربیت ہے۔ دونوں کو یہ ذمہ داری نبھانی چاہیے۔ یہ بات غور طلب ہے کہ اکثر مائیں اس بات سے پریشان ہیں کہ والد بچوں کی تربیت میں ان کا ساتھ بہت کم دیتے ہیں اور بچوں کے ساتھ کم وقت گزارتے ہیں۔

محترم والد صاحب کو یہ بات سمجھنی ہوگی کہ تربیت میں ماں باپ دونوں کو ہی اپنا اپنا کردار ادا کرنا ہے۔ آپ یقیناً ''ملازمت یا کاروباری ذمہ داریوں کی وجہ سے اکثر مصروف رہتے ہیں لیکن اولاد سے بڑھ کہ کوئی اور چیز اہم نہیں ہے، جس اولاد کے لیے دن رات محنت کرتے ہیں ان کی ضروریات پوری کرتے ہیں وہیں یہ اولاد آپ کی توجہ اور بلاشرکت غیر ''محبت'' کی بھی حق دار ہے۔ آج کل والد اس جانب توجہ نہیں دیتے۔

چند گزارشات: اگر اِن پر مستقل مزاجی سے عمل کیا گیا تو اللہ تعالیٰ سے قوی اُمید ہے کہ آپ اور آپ کی اولاد کے لیے بہت مفید اور کارگر ثابت ہوں گی

1. اپنی اولاد کو وقت ضرور دیں۔ آپ کی بیوی کو بچوں کی تربیت میں آپ کی بھی مدد درکار رہے۔
2. آپ اپنی بیوی کو عزت دیں گے تو آپ کا بیٹا عورت کو عزت دینا سیکھے گا اور آپ کی بیٹی یہ سیکھے گی کہ وہ قابلِ عزت ہے۔
3. والد کی توجہ بچوں کو پُراعتماد بناتی ہے اوران کی شخصیت نکھرتی ہے۔ لہذا کوشش کیجیے۔
4. بچوں کے ساتھ مضبوط تعلق بنانے کے لیے روزانہ تھوڑا سا وقت ان کے ساتھ ضرور گزاریئے۔
5. روزانہ مسجد اپنے ساتھ لے کر جایئے۔
6. قرآن کریم اور حدیث شریف کا ترجمہ مل کر پڑھیے۔
7. بچوں سے بات کرتے ہوئے موبائل استعمال نہ کریں

القرآن الکریم: ترجمہ، جو مصیبت تجھ پر آجائے اس پر صبر کر، یقیناً یہ بڑی ہمت کے کام ہیں۔ (سورۃ لقمان، آیت:17)

8 مشفقانہ انداز میں بچوں کی عمر کے مطابق بات چیت کیجیے
9 بچوں کی عمر کے لحاظ سے مل کر کوئی کتاب پڑھیے۔
10 بچوں کی عمر کے لحاظ سے کوئی بھی کھیل کھیلیے۔
11 روزانہ بچوں کے ساتھ کسی ایک موضوع پر بچوں کی عمر کے مطابق سیر حاصل گفتگو بھی ان کے لیے بہت ضروری ہے۔
12 سیر تفریح کے لیے سرسبز اور قدرتی ماحول والی جگہوں کا انتخاب کیجیے۔
13 کبھی بچوں کا بستہ دیکھیے، نصابی کتب سے کوئی سبق مل کر پڑھیے۔
14 بازار لے کر جائیے، اشیائے ضرورت خریدنے، بل ادا کرنے اور لوگوں سے گفتگو کا ہنر سکھائیے۔
15 بچوں کو سوال کرنے دیں اور عمر کے لحاظ سے دین کی روشنی میں جواب دیں۔
16 روزمرہ زندگی کے معمولات میں بچہ آپ کو دیکھ رہا ہے اور سیکھ رہا ہے، بہترین (رول ماڈل) بننے کی کوشش کیجیے۔
17 بلاضرورت غصہ کرنے سے پرہیز کیجیے۔ تحمل سے پیش آیئے۔ اولاد کی تربیت اور اپنے اپنے فرائض کی احسن طریقہ سے ادائیگی میاں بیوی دونوں کے لیے ضروری ہے۔

اسی ضمن میں ایک حدیث شریف ملاحظہ فرمایئے:

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهِ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَعَلیٰ آلِهٖ وَسَلَّمَ اَلاَ کُلُّکُمْ رَاعٍ وَ کُلُّکُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِیَّتِهٖ (صحیح البخاری، رقم الحدیث:893)

ترجمہ: رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا ہے کہ...تم میں سے ہر ایک حاکم ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہوگا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہماری اولادوں کو ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک بنائیں آمین!

مرد 5 چیزوں کو یاد رکھتے ہیں

1 عورتوں کا مکر بہت بڑا ہے۔ (سورۃ یوسف، آیت:28)
2 دو، تین، چار عورتوں سے نکاح کی اجازت ہے (سورۃ النساء، آیت:4)
3 عورتوں کی عقل اور دین میں نقص (کمی) ہے۔ (صحیح مسلم:132)
4 مرد عورتوں کے سربراہ اور نگران ہیں۔ (سورۃ النساء، آیت:34)
5 بیٹے کا (وراثت میں) بیٹی سے دگنا حصہ ہے۔ (سورۃ النساء، آیت:11)

مگر 5 چیزوں کو بھول جاتے ہیں

1 عورتوں سے بھلے طریقے کے ساتھ رہو۔ (سورۃ النساء، آیت:19)
2 تم میں سب سے اچھا وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے ساتھ اچھا ہے۔ (تاریخ دمشق 313/13)
3 میں تمہیں عورتوں کے بارے میں خیر کی وصیت کرتا ہوں۔ (صحیح مسلم:146)
4 عورتوں کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرو۔ (المستدرک:173، اسناده ضعیف)
5 بیویوں کی عزت باعزت شخص ہی کرتا ہے اور انہیں ذلیل کمینہ شخص ہی کرتا ہے۔ (تاریخ دمشق 313/3، ضعیف)

رحم دلی کی فضیلت

مولانا مفتی
محمد نوید خان صاحب لاہور

"رحمت" اللہ تعالیٰ کی خاص صفت ہے، "رحمٰن اور رحیم" اللہ تعالیٰ کے صفاتی نام ہیں، رحمت اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور غضب اللہ تعالیٰ کا فعل ہے یعنی کسی وقت وہ غضب فرماتے ہیں جب کہ رحیم وہ ہمیشہ رہتے ہیں رحمت فرمانے سے پہلے بھی اور بعد میں بھی، یہ نہیں کہ جس وقت وہ رحمت فرمائیں اسی وقت ان کو رحیم کہا جائے کیوں کہ یہ ان کی صفت ہے یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفاتی ناموں میں غَضُوب اور غاضِب نہیں ہے۔

رحمۃ للعالمین نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صفت رحمۃ للعالمین ہے، کسی موقع پر اگر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شرعی ضرورت کی وجہ سے اگر ڈانٹا ہے تو وہ آپ کا فعل تھا، آپ کی صفت اور وصف نہ تھا۔ بہرحال جن بندوں میں اللہ تعالیٰ کی اس صفت کا جتنا عکس ہے وہ اتنے ہی مبارک اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کے اتنے ہی مستحق ہیں اور جو جس قدر بے رحم ہیں وہ اللہ کی رحمت سے اسی قدر محروم رہتے ہیں۔

ایک حدیث شریف میں یہی مضمون ہے کہ وہ لوگ اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت سے محروم رہیں گے جن کے دلوں میں دوسرے آدمیوں کے لئے رحم نہیں اور جو دوسروں پر ترس نہیں کھاتے۔ (صحیح بخاری، باب قول اللہ تبارک وتعالیٰ: قل ادعوا اللہ الخ، رقم الحدیث 7376)

اس حدیث میں کسی کو خاص نہیں کیا بلکہ مؤمن، کافر، متقی اور فاجر سب کے ساتھ رحم کرنے کا فرمایا ہے اور بلا شبہ رحم سب کا حق ہے، البتہ کافر اور گناہ گار کے ساتھ سچی رحم دلی کا بڑا تقاضا یہ ہے کہ اس کے کفر اور فجور کے انجام کا ہمارے دل میں درد ہو اور ہم اس سے اس کو بچانے کی کوشش کریں۔

مخلوقِ خدا پر رحم کیجئے ایک دوسری حدیث شریف میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: رحم کرنے والوں پر بڑی رحمت والا خدا رحم کرے گا، زمین پر رہنے بسنے والی اللہ کی مخلوق پر تم رحم کرو تو آسمان والا تم پر رحمت کرے گا۔

(سنن ابی داؤد؛ باب فی الرحمۃ: 4941، اسنادہ صحیح)

اور فرمایا کہ رحم کا مادہ بدبخت کے دل سے ہی نکالا جاتا ہے

(ترمذی؛ باب ماجاء فی رحمۃ المسلمین، رقم الحدیث 1923، اسنادہ حسن)

بدبختی کی علامت یعنی رحم اور ترس سے کسی دل کا بالکل خالی ہونا اس بات کی علامت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ بدبخت و بے نصیب ہے کیوں کہ کسی بد بخت ہی کا دل رحمت کے مادہ سے خالی ہوتا ہے۔

ایک دفعہ ایک شخص نے جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے اپنی قساوت قلبی (سخت دلی) کی شکایت کی، آپ نے فرمایا کہ یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرا کرو اور مسکین کو کھانا کھلایا کرو۔

(مسند احمد؛ مسند ابی ہریرہ، رقم الحدیث 9018، اسنادہ ضعیف)

یعنی اس طرح کرنے سے تمہارے دل میں رُوحانی بیماری نہیں رہے گی، اور تمہارے دل میں رحم کی کیفیت پیدا ہو جائے گی۔

اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق دیں آمین

الحدیث: ترجمہ، قابل رشک ہے وہ شخص جو تلاوتِ قرآن کریم میں مشغول رہتا ہے (صحیح البخاری، رقم الحدیث 7529)

غیر محسوس سزائیں

مولانا
ابوسنان
صاحب، لاہور

ایک شاگرد نے اپنے استاذ صاحب سے پوچھا: ہم رات دن اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ ہمیں سزا نہیں دیتا۔ استاذ صاحب نے جواب دیا: ایسی بات نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ ہمیں کتنی سزائیں دیتا ہے مگر ہمیں اس کا احساس نہیں ہوتا۔

اللہ تعالیٰ کی سزائیں کیا ہوتی ہیں؟ سنیے!

1 مناجاتِ الٰہی کی لذت سے محرومی کیا رب تعالیٰ سے مناجات کی لذت تم سے چھین نہیں لی گئی؟

2 دل کی سختی اس سے بڑی سزا کیا ہو سکتی ہے کہ انسان کا دل سخت ہو جائے؟

3 نیکیوں کی توفیق نہ ملنا ایک بڑی سزا یہ بھی ہے کہ ہمیں نیکیوں کی توفیق بہت کم ملے۔

4 تلاوتِ قرآن کریم سے غفلت کیا ایسا نہیں ہوتا کہ دن کے دن گزر جاتے ہیں مگر تلاوت قرآن کریم کی توفیق نہیں ملتی بلکہ بسا اوقات قرآن کریم کی یہ آیت سنتے ہیں جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر یہ قرآن پہاڑ پر نازل ہوتا تو اللہ تعالیٰ کے خوف سے ریزہ ریزہ ہو جاتا ہم یہ آیت سنتے ہیں مگر ہمارے دلوں پر کوئی اثر نہیں ہوتا؟

5 تہجد سے محرومی لمبی لمبی راتیں گزر جاتی ہیں مگر کبھی تہجد کی توفیق نہیں ملتی۔

6 نیکیوں کے موسمِ بہار کی ناقدری نیکیوں کے موسمِ بہار آتے اور جاتے ہیں جیسے رمضان کے روزے، شوال کے روزے اور ذوالحجہ کے مبارک ایام وغیرہ۔ مگر ان موسموں میں کماحقہ عبادت کرنے کی توفیق نہیں ملتی اس سے بڑی اور کیا سزا ہو سکتی ہے؟

7 عبادت کو بوجھ محسوس کرنا کیا تم عبادت کو بوجھ نہیں محسوس کرتے۔

8 ذکرِ الٰہی سے لاپرواہی کیا اللہ تعالیٰ کے ذکر سے تمہاری زبان خاموش نہیں رہتی؟

9 نفسانی خواہشات کے سامنے شکست کیا نفسانی خواہشات کے سامنے خود کو کمزور نہیں محسوس کرتے؟

10 دنیا کی محبت کیا تم مال و دولت اور منصب وشہرت کی بے جا حرص ولالچ میں مبتلا نہیں ہو؟ اس سے بڑی سزا اور کیا ہو سکتی ہے؟

11 کبیرہ گناہوں کو معمولی سمجھنا کیا ایسا نہیں کہ تم بڑے بڑے گناہوں کو معمولی اور حقیر سمجھتے ہو جیسے جھوٹ، غیبت، چغلی وغیرہ۔

12 فضول کاموں میں مشغولیت کیا بیشتر اوقات تم فضول اور لایعنی چیزوں میں مشغول نہیں رہتے؟

13 آخرت سے غفلت کیا تم نے آخرت کو بھلا کر دُنیا کو اپنا سب سے بڑا مقصد نہیں بنالیا ہے؟ یہ ساری محرومیاں اور بے توفیقی بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب اور سزائیں ہیں مگر تمہیں اس کا احساس نہیں ہوتا۔ یاد رکھو! اللہ تعالیٰ کا یہ بہت معمولی عذاب ہے جسے ہم اپنے مال و اولاد اور صحت میں محسوس کرتے ہیں اور حقیقی عذاب اور سب سے خطرناک سزا وہ ہے جو دل کو ملتی ہے۔ اس لیے ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگو اور اپنے گناہوں کی معافی طلب کرو۔ کیوں کہ گناہوں کی وجہ سے بندہ عبادت کی توفیق سے محروم کر دیا جاتا ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کن چیزوں سے احادیث میں پناہ مانگی گئی ہے؟

ماہنامہ علم و عمل لاہور — مدیر علم و عمل

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَخَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ اَجْمَعِیْنَ

جن چیزوں سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگی ہے وہ درجِ ذیل ہیں:

1 قرض سے۔ (صحیح البخاری، باب التعوذ من المأثم والمغرم:6368)

2 بُرے دوست سے۔ (المعجم الکبیر للطبرانی:810، اسنادہ صحیح)

3 بے بسی سے۔
(صحیح مسلم، باب التعوذ من شر ما عمل ومن شر مالم یعمل، رقم الحدیث:2722)

4 جہنم کے عذاب سے۔
(صحیح البخاری، باب التعوذ من المأثم والمغرم، رقم الحدیث:6368)

5 قبر کے عذاب سے۔
(سنن ترمذی، رقم الحدیث:3503، اِسنادہ حسن)

6 بُرے خاتمہ سے۔
(صحیح البخاری، باب لا مانع لما اعطی اللہ، رقم الحدیث:6616)

7 بزدلی سے۔
(صحیح مسلم، باب التعوذ من المأثم والمغرم، رقم الحدیث:2722)

8 کنجوسی سے۔
(صحیح مسلم، باب التعوذ من المأثم والمغرم، رقم الحدیث:2722)

9 غم سے۔ (سنن ترمذی، رقم الحدیث:3503 اسنادہ حسن)

10 مال داری کے شر سے۔
(صحیح مسلم، باب التعوذ من المأثم والمغرم، رقم الحدیث:589)

11 فقر کے شر سے۔
(صحیح مسلم، باب التعوذ من المأثم والمغرم، رقم الحدیث:589)

12 زیادہ بڑھاپے سے۔ (صحیح البخاری، باب التعوذ من المأثم والمغرم، رقم الحدیث:63698)

13 جہنم کی آزمائش سے۔
(صحیح البخاری، باب التعوذ من المأثم والمغرم، رقم الحدیث:6368)

14 قبر کی آزمائش سے۔
(صحیح البخاری، باب التعوذ من المأثم والمغرم، رقم الحدیث:6368)

15 شیطان مردود سے۔
(صحیح البخاری، باب الحذر من الغضب، رقم الحدیث:6115)

16 محتاجی کی آزمائش۔
(صحیح البخاری، باب التعوذ من المأثم والمغرم، رقم الحدیث:6368)

17 دجال کے فتنے سے۔
(صحیح البخاری، باب التعوذ من المأثم والمغرم، رقم الحدیث:6368)

18 زندگی اور موت کے فتنے سے۔
(صحیح البخاری، باب التعوذ من المأثم والمغرم:8387)

19 نعمت کے زائل ہونے سے۔
(صحیح مسلم، باب اکثر اھل الجنۃ الفقراء، رقم الحدیث:2739)

20 اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کے تمام کاموں سے۔
(صحیح مسلم، باب اکثر اھل الجنۃ الفقراء، رقم الحدیث:2739)

21 عافیت کے پلٹ جانے سے۔
(صحیح مسلم، باب اکثر اھل الجنۃ الفقراء، رقم الحدیث:2739)

22 ظلم کرنے اور ظلم ہونے پر۔
(سنن نسائی، الاستعاذۃ من الذلۃ، رقم الحدیث:5460، اسنادہ صحیح)

23 ذلت سے۔
(سنن نسائی، الاستعاذۃ من الذلۃ، رقم الحدیث:5460، اسنادہ صحیح)

24 اس علم سے جو فائدہ نہ دے۔

(سنن ابن ماجہ، باب دعاء رسول اللہ ﷺ رقم الحدیث 3837 اسنادہ صحیح)

25 اس دعا سے جو سنی نہ جائے۔

(سنن ابن ماجہ، باب دعاء رسول اللہ ﷺ رقم الحدیث 3837 صحیح لغیرہ)

26 اس دل سے جو ڈرے نہیں۔ (سنن ابن ماجہ، باب دعاء رسول اللہ ﷺ، رقم الحدیث: 3837 صحیح لغیرہ)

27 اس نفس سے جو سیر نہ ہو۔ (سنن ابن ماجہ، باب دعاء رسول اللہ ﷺ، رقم الحدیث: 3837 صحیح لغیرہ)

28 بُرے اَخلاق سے۔

(المستدرک للحاکم، رقم الحدیث 1949، اسنادہ صحیح)

29 بُرے اعمال سے۔

(المستدرک للحاکم، رقم الحدیث 1949، اسنادہ صحیح)

30 بری خواہشات سے۔

(المستدرک للحاکم، رقم الحدیث 1949، اسنادہ صحیح)

31 بُری بیماریوں سے۔

(المستدرک للحاکم، رقم الحدیث 1949، اسنادہ صحیح)

32 آزمائش کی مشقت سے۔ (صحیح البخاری، باب من تعوذ باللہ من درک الشقاء وسوء القضاء، رقم الحدیث 6616)

33 سماعت کے شر سے۔

(ابوداؤد، باب الدعاء بظہر الغیب، رقم الحدیث: 1551، اسنادہ صحیح)

34 بصارت کے شر سے۔

(ابوداؤد، باب الدعاء بظہر الغیب، رقم الحدیث: 1551، اسنادہ صحیح)

35 زبان کے شر سے۔ (ابوداؤد، باب الدعاء بظہر الغیب، رقم الحدیث: 1551، اسنادہ صحیح)

36 دل کے شر سے۔

(ابوداؤد، باب الدعاء بظہر الغیب، رقم الحدیث: 1551، اسنادہ صحیح)

37 بُری خواہش کے شر سے۔

(ابوداؤد، باب الدعاء بظہر الغیب، رقم الحدیث: 1551، اسنادہ صحیح)

38 بدبختی لاحق ہونے سے۔ (صحیح البخاری، باب من تعوذ باللہ من درک الشقاء وسوء القضاء، رقم الحدیث 6616)

39 دشمن کی خوشی سے۔ (صحیح البخاری، باب من تعوذ باللہ من درک الشقاء وسوء القضاء، رقم الحدیث 6616)

40 اونچی جگہ سے گرنے سے۔

(سنن نسائی، الاستعاذۃ من الذلۃ، رقم الحدیث 5533، اسنادہ صحیح)

41 دیوار کے نیچے آنے سے۔

(سنن نسائی، الاستعاذۃ من الذلۃ، رقم الحدیث 5533، اسنادہ صحیح)

42 جلنے سے۔

(سنن نسائی، الاستعاذۃ من الذلۃ، رقم الحدیث 5533، اسنادہ صحیح)

43 ڈوبنے سے۔

(سنن نسائی، الاستعاذۃ من الذلۃ، رقم الحدیث 5533، اسنادہ صحیح)

44 موت کے وقت شیطان کے بہکاوے سے۔

(سنن نسائی، الاستعاذۃ من الذلۃ، رقم الحدیث 5533، اسنادہ صحیح)

45 برے دن سے۔

(المعجم الکبیر للطبرانی، رقم الحدیث: 810، اسنادہ صحیح)

46 بُری رات سے۔

(المعجم الکبیر للطبرانی، رقم الحدیث: 810، اسنادہ صحیح)

47 بُرے لمحات سے۔

(المعجم الکبیر للطبرانی، رقم الحدیث: 810، اسنادہ صحیح)

48 دشمن کے غلبہ سے۔ (سنن نسائی، الاستعاذۃ من شر فتنۃ الغنی، رقم الحدیث: 5477، اسنادہ صحیح)

49 ہر اس قول و عمل سے جو جہنم سے قریب کرے۔

(ابویعلیٰ، رقم الحدیث 4473، اِسنادہ صحیح)

50 کفر سے۔ (مسند ابی یعلیٰ، رقم الحدیث: 1330، اسنادہ ضعیف)

وَصَلَّى اللهُ تَعَالىٰ عَلىٰ خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ اَجْمَعِيْن

سیرتِ طیبہ میں نماز سے متعلق اسوۂ حسنہ

مولانا زین العابدین

آپ ﷺ نے لوگوں کو نماز کا من جانب اللہ حکم دیا۔ مگر خود آپ ﷺ کا کیا حال تھا؟ نبوت کے آغاز ہی سے آپ ﷺ نماز پڑھتے تھے، کفار مکہ آپ ﷺ کے سخت دشمن تھے، لیکن اس کے باوجود عین حرم میں جا کر سب کے سامنے نماز پڑھتے، عام لوگوں اور مسلمانوں کو تو پانچ وقت کی نماز کی ترغیب و تاکید فرماتے، مگر خود آپ ﷺ پانچ نہیں بلکہ آٹھ وقت نماز پڑھتے تھے: 1 نمازِ فجر 2 پھر طلوعِ آفتاب کے بعد اشراق 3 کچھ اور دن چڑھنے پر چاشت 4 ظہر 5 عصر 6 مغرب 7 عشاء 8 اس کے بعد نمازِ تہجد

نمازِ پنج وقتہ کی فرضیت کے بعد عام مسلمانوں سے تو نمازِ تہجد کی فرضیت ختم ہو گئی تھی، مگر رحمتِ عالم ﷺ اس کو بھی تمام عمر ہر شب پورے اہتمام سے ادا فرماتے رہے رات تھک جاتی مگر آپ ﷺ نہ تھکتے، باوجودیکہ پاؤں مبارک پر ورم آجاتا۔ حدیث شریف میں ہے ''حضرت مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رات کو آپ ﷺ نے طویل قیام فرمایا جس سے آپ ﷺ کے قدمین مبارک پر ورم آگیا، اس وقت آپ ﷺ سے عرض کیا گیا: اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہر طرح معاف کر دیا ہے، پھر آپ اس قدر کیوں تکلیف اُٹھاتے ہیں؟ فرماتے ہیں، کیا میں اس کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟ (صحیح البخاری، رقم الحدیث 1130)

اس نے اپنی عطا و عنایت میں کچھ کمی کی ہے کہ میں اس کی اطاعت وعبادت میں کمی کروں؟ سخت سے سخت حالات میں بھی کبھی نماز سے غفلت نہ ہوئی، بدر کے میدان میں تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین دشمنوں کے مقابل کھڑے تھے، مگر آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے آگے نماز میں سربسجود تھے، بعض اوقات آپ ﷺ پر حالتِ نماز میں حملہ بھی کیا گیا، اونٹ کی اوجھ ڈالی گئی، مگر آپ ﷺ پھر بھی نماز میں مشغول رہے۔ (صحیح مسلم، رقم الحدیث 1794)

تمام عمر کوئی نماز عموماً اپنے وقت سے مؤخر نہیں ہوئی، اور نہ دو وقتوں کے علاوہ کبھی کسی وقت کی نماز قضا ہوئی

پہلا موقع غزوۂ خندق کے موقع پر سن 5 ہجری میں تمام کفار نے اتفاق کر کے پندرہ ہزار کے لشکر کے ساتھ مدینہ منورہ پر حملہ کیا۔ سخت سردی میں اٹھائیس دن جنگ جاری رہی، دورانِ جنگ ایک دن چند نمازیں یا نمازِ عصر قضا ہو گئی، تب آپ نے کفار کے حق میں بددعا فرمائی۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے، ترجمہ: کفار نے ہمیں نمازِ عصر سے روکا، اللہ تعالیٰ ان کے گھروں اور قبروں کو آگ سے بھر دیں۔

(صحیح مسلم، باب صلاۃ الوسطیٰ، رقم الحدیث: 627)

دوسرا موقع غزوۂ خیبر سے واپسی میں جب آپ ﷺ پر غنودگی طاری ہونے لگی، تورات کے آخری حصہ میں آرام کے لیے ایک جگہ اترے، حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بے دار رہنے کا حکم فرمایا، لیکن حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھ لگ گئی (**بقیہ**، ص:27 پر)

القرآن الکریم: ترجمہ، یقیناً آپ (ﷺ) اَخلاق کے اعلیٰ درجہ پر فائز ہیں۔ (سورۃ القلم، آیت:4)

قرآن کریم کی عجیب تاثیر

از افادات
حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ

مولانا
محمد عمر فاروق صاحب لاہور

ہمیں قرآن کریم کو کھول کر پڑھنے کی توفیق کم ہوتی ہے، قرآن کریم کے مطالب ومضامین سے کیسے مناسبت ہوگی۔ اسی لیے قرآن کریم سب سے پہلے پڑھنا چاہیے تاکہ طبیعت کو الفاظ کے ساتھ اچھی طرح مناسبت ہوجائے اس کے بعد جب معانی سمجھنے کا وقت آئے گا تو ان کی حقیقت بھی معلوم ہوجائے گی کہ اس آیت میں کیا فرمایا جارہا ہے۔

قرآن کریم میں ارشاد فرمایا گیا ہے: لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ (سورۃ الحشر، آیت:21)

ترجمہ: اگر ہم اس قرآن کریم کو کسی پہاڑ پر نازل فرماتے تو تم اس کو دیکھتے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے خوف سے دب جاتا اور پھٹ جاتا۔ میں ایک حکایت بیان کرتا ہوں جس سے ایک آپ کو معلوم ہوجائے گا کہ اگر دل سادہ ہو، خالی ہو اس میں شک نہ ہو تو پھر قرآن کریم کا کیا اثر ہوتا ہے۔ ہم پر اس لیے اثر نہیں ہوتا ہے کہ دل سادہ نہیں رہا۔

حکایت: حضرت اصمعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی حکایت ہے وہ ایک مرتبہ سفر پر کہیں جارہے تھے راستہ میں ایک دیہاتی نے روک لیا اور مال لینا چاہا، انہوں نے اس چور سے کہا کہ تجھے اللہ تعالیٰ کا خوف نہیں ہے؟ ناحق لوگوں سے مال چوری کرتا ہے، اس چور نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارا رزق یوں ہی مقرر فرما رکھا ہے اور ہمارا گزارا اسی طرح مال چھین کر ہوتا ہے۔

حضرت اصمعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم جھوٹ بول رہے ہو، تمہارا رزق آسمان میں ہے اور وہاں سے تقدیر کے مطابق پہنچتا ہے، چناں چہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا ہے: وَفِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ (سورہ الذّٰریات، آیت:22)

ترجمہ: ''تمہارا رزق اور جس کام کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے، وہ سب آسمان میں ہے''۔ جب اس نے یہ آیت سنی تو ایک چیخ ماری اور بے ہوش ہوگیا، جب ہوش میں آیا تو کہا میں اپنے رب پر ایمان لایا اور آج سے تدبیر کو ترک کیا۔ دیکھئے! اس دیہاتی کا دل سادہ تھا اس کو کوئی شبہ نہ تھا جب کلامِ باری تعالیٰ سنا تو فوراً یقین پیدا ہوگیا اور اس سے متاثر ہوگیا، ہم نے اپنے ذہنوں میں شکوک پھنسا رکھے ہیں، دل کو مسخ کررکھا ہے اسی وجہ سے کلام اللہ سنتے ہیں لیکن دل پر اثر نہیں ہوتا۔ اس کے بعد حضرت اصمعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسے بیت اللہ کا طواف کرتے دیکھا تو اس دیہاتی نے پوچھا اس آیت کے آگے بھی کچھ اور ارشاد ہے؟ تو حضرت اصمعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے تلاوت فرمائی: فَوَرَبِّ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ لَحَقٌّ مِّثْلَ مَآ اَنَّكُمْ تَنْطِقُوْنَ (سورۃ الذّٰریات، آیت:23)

ترجمہ: قسم ہے آسمان اور زمین کے پروردگار کی کہ وہ برحق ہے، جیسا تم باتیں کررہے ہو۔ یہ سنتے ہی دل پر اثر ہوا کہ وہ کون ظالم ہوگا؟ جس نے اللہ تعالیٰ کی تکذیب وانکار کیا کہ جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے قسم کھائی اور اس صدمہ سے اُس کی جان نکل گئی۔ اس لیے ہمیں سبق لینا چاہیے اور شکوک وابہام کو ایک طرف رکھ کر قرآن کریم کی آیات کو سننا چاہیے، پھر اس کے اثرات ظاہر ہوں گے۔ (ملفوظاتِ حکیم الامت، نظام شریعت، ص:104)

الحدیث: ترجمہ، رسول اللہ ﷺ نے اس عورت پر لعنت فرمائی ہے جو مردوں جیسا لباس پہنتی ہے (ابوداؤد:4100، اسنادہ صحیح)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قبولِ اسلام

مولنا عبدالرحیم صاحب

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیدائش ایک آگ پرست خاندان میں ہوئی۔اوروہ ایک عبادت خانے کی دیکھ بھال کیا کرتے تھے۔ایک دن عیسائیوں کی عبادت گاہ کے قریب سے گزرے اور انہیں نماز پڑھتے دیکھا تو متاثر ہوئے۔واپس آ کر والد سے ذکر کیا کہ ان کا مذہب ہمارے مذہب سے بہتر ہے۔والد کو خطرہ ہوا کہ یہ مذہب بدل نہ لیں، تو گھر میں قید کر دیا۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عیسائیوں کو پیغام بھجوایا کہ کوئی قافلہ شام جا رہا ہو تو اطلاع کرنا کچھ عرصہ بعد ایک قافلہ آیا اس کے ساتھ بھاگ کر شام پہنچ گئے۔ایک پادری کے پاس رکے اور دین سیکھنے لگے، وہ پادری خیانت کیا کرتا اور صدقات کا مال جمع کر لیا کرتا۔حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی موت کے بعد لوگوں کو حقیقت بتائی اور جمع شدہ مال دکھایا تو لوگوں نے اس پادری کو سولی پر لٹکا دیا اور ایک نیک پادری کو عبادت خانے میں مقرر کیا۔ان سے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دین سیکھا اور ان کی موت کا وقت قریب آیا تو پوچھا کہاں جاؤں؟ انہوں نے کسی دوسرے علاقے کے پادری کا پتہ بتایا، وہاں دوسرے پادری کے آخری وقت پر معلوم کر کے تیسرے پادری کے پاس کسی اور علاقہ میں چلے گئے۔غرض چار نیک پادریوں کی صحبت سے فیض اُٹھایا، آخری پادری نے انہیں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی علامات بتا کر مدینہ منورہ جانے کا مشورہ دیا۔چناں چہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک قافلہ کے ساتھ مدینہ منورہ آنے کے لیے روانہ ہوئے، راستہ میں قافلہ والوں نے دھوکہ سے غلام بنا کر فروخت کر دیا۔

خریدنے والے نے اپنے چچازاد بھائی جو مدینہ منورہ کے رہنے والے تھے اُنہیں بیچ دیا، وہ حضرت انہیں اپنے ساتھ مدینہ منورہ لے آئے۔حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تب تک ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لا چکے تھے۔حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک آپ کا تذکرہ پہنچا تو آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر پشت کی جانب بیٹھ گئے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سمجھ گئے اور کمر مبارک سے کپڑا اہٹا دیا، جس سے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مہرِ نبوت دیکھ کر پہچان لی اور بقیہ علامات بھی پہچان کر اسلام قبول کر لیا۔

(سیرتِ مصطفیٰ، از مولنا ادریس کاندھلوی 418/1)

اللہ تعالیٰ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو پہنچنے والی تکالیف کے بدلے ان پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائیں آمین ثم آمین۔

الحدیث: ترجمہ، خاموشی اعلیٰ درجہ کی عبادت ہے۔(الجامع الصغیر للسیوطی 5158، اسنادہ ضعیف)

دُعا کی حقیقت اور آداب

جناب
محمد طیب حنیف
صاحب، لاہور

ناخوش گوار حالات وواقعات، مصائب وآلام سے نجات کے لیے دعاؤں کے اندر جوقوی تاثیر ہے اس کے سامنے دوسری سعی وتدابیر کچھ نہیں، حق تعالیٰ کے سامنے دست بستہ راز ونیاز، آہ وزاری، سابقہ گناہوں کا اقرار، رحمت وعنایت کے نزول کا مکرر سوال پھر اس کے جواب میں حق تعالیٰ کا عفوودرگزر اور حاجت برآوری یہ ایک ایسا وسیع باب ہے جو سارے دین کا خلاصہ ولب لباب ہے، جو بمنزلہ قلعہ کے ہے، جس کے حصار میں رہنے والا شخص کبھی نامرادونا کام نہیں ہوتا، اسی بات کے پیشِ نظر حقیقت دعا سے متعلق امام رازی رحمہ اللہ تعالیٰ رقم طراز ہیں ''دعا کی حقیقت یہ ہے کہ بندہ اپنے رب سے مدد ورحمت کا طلب گار رہو''

دعا کی حقیقت چناں چہ حضرت مولنا الیاس رحمہ اللہ تعالیٰ دعا کی حقیقت سے یوں بیان فرماتے ہیں اپنی حاجتوں کو بارگاہِ ذی الجلال میں پیش کرنا یہ دعا کی حقیقت ہے، جتنی بلند بارگاہ ہے اتنا ہی دعاؤں کے وقت دل کو متوجہ کرنا اور الفاظ کو تضرع وزاری سے ادا کرنا مندوب ہے، اور حاجت پوری ہونے کے یقین وایمان کے ساتھ دعا مانگنی چاہیے، چوں کہ وہ سخی ذات ہے، زمین وآسمان کے خزانے اسی کے دستِ قدرت میں ہیں۔ (ملفوظات مولنا الیاس صاحب، ملفوظ نمبر 53)

معلوم ہوا کہ دعا کے مفہوم میں بہت وسعت ہے، اپنے دینی ودُنیوی مطالب زبان سے، دل سے یا حال سے پیش کرنا یہ تمام انواع اس وسیع مفہوم کے تحت داخل ہیں

دعاؤں کی تاثیر حافظ ابن قیم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں دعاؤں کا اہتمام اور تعوذات یہ بمنزلہ اسلحہ وہتھیار کے ہیں، کسی بھی ہتھیار میں بذاتہ قوت وطاقت نہیں، بلکہ سپاہی کے زور بازو پر اس کا مدار ہے لہذا جب ہتھیار درست ہو، کوئی امرِ خارجی مانع نہ ہو، دست وبازو زور آور ہو وہ دشمن کے سینہ پر وار کرنے میں ضرور کامیاب ہوتا ہے۔ البتہ کسی ایک شرط کا فقدان بھی اس کی تاثیر میں وقوع کمی کا موجب اور غیر مؤثر ہوگا، بعینہ اسی طرح دعا مانگتے وقت دل و زبان آپس میں موافق ہوں، امرِ خارجی مانع نہ ہوتو وہ دعا (قبولیت میں) اپنا اثر ضرور دکھاتی ہے۔

(الجواب الکافی لمن سأل عن الدواء الشافی، ص:15)

دعا مانگنے سے متعلق آداب دنیاوی چند میلوں پر محیط عارضی سلطنت وحکومت کرنے والے بادشاہ کے دربارِ شاہی میں مخصوص آداب کو بجالانا ضروری سمجھا جاتا ہے، تو جو تمام کائنات، آسمان وزمین کا اول تا آخر مالکِ حقیقی ہے اس سے ہم کلامی کے آداب نہ ہوں گے؟ لہذا ذیل میں ان آداب کو تحریر کیا جاتا ہے، نیز اِن آداب کی رعایت دعا کی قبولیت میں مؤثر ثابت ہوتی ہے: 1 شروع میں اللہ رب العزت کی حمد وثنا کی جائے، نبی ﷺ پر درود پڑھنے کا اہتمام کیا جائے، پھر اپنی حاجت پیش کی جائے۔ 2 سابقہ گناہوں وغلطیوں کا اعتراف ہو، اللہ تعالیٰ کے حضور حیل وحجت سے گریز کرے..... (**بقیہ**، ص:30 پر)

الحدیث: ترجمہ، کوئی پڑوسن اپنی پڑوسن کے ہدیہ کو ہرگز حقیر نہ جانے۔ (صحیح البخاری:6017)

کچھ اشیاء کی خرید وفروخت سے متعلق مسائل

مولانا مفتی محمد نوید خان صاحب لاہور

مسئلہ 1 مردار، خون اور آزاد آدمی کے بدلے کچھ بیچنا یا ان کو بیچنا بیع باطل ہے، اس لئے کہ یہ چیزیں مال کے زمرے میں نہیں آتیں۔

بیع باطل کا حکم یہ ہے کہ اس سے خریدار کی ملکیت حاصل نہیں ہوتی، خریدار نہ تو خریدی گئی چیز کی ذات کا مالک بنتا ہے اور نہ ہی اسے اس میں تصرف کا اختیار حاصل ہوتا ہے۔

مسئلہ 2 شراب اور خنزیر کا لین دین چاہے پیسوں کے بدلے ہو یا کسی سامان کے بدلے، دونوں صورتوں میں یہ عقد باطل ہے اور خریدار کو ملکیت حاصل نہ ہوگی

مسئلہ 3 حقیقی شراب کی بیع (خرید وفروخت) تو بیع باطل ہے، تاہم دیگر نشہ آور مشروبات کی بیع مکروہ تحریمی ہے۔

مسئلہ 4 شراب کے علاوہ نشہ آور مشروبات کی خرید وفروخت اگر کسی جائز غرض جیسے بغرض علاج، پٹی باندھنے یا سیاہی اور عطریات وغیرہ بنانے کے لئے ہو تو پھر اس میں کراہت تحریمی نہ ہوگی۔ اگرچہ اس سے بچنا پھر بھی بہتر ہوگا خاص طور پر جبکہ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے کوئی دوسرا مواد بھی دستیاب ہو۔

مسئلہ 5 شراب کے علاوہ نشہ آور الکحل کا استعمال آج کل بہت سی دوائیوں اور کھانے کی چیزوں میں ہو رہا ہے، الکحل کا استعمال تین طرح سے ہوتا ہے: 1 علاج کے لئے 2 خارجی استعمال کے لئے جیسے سیاہی، عطر اور رنگوں کے بنانے کے لئے۔ 3 کھانے کی چیزوں میں: جیسے آئس کریم، چاکلیٹ اور بسکٹ وغیرہ۔

تینوں قسم کے الکحل کا حکم:

مسئلہ 6 علاج کے لئے الکحل کا استعمال اس شرط سے جائز ہے کہ اس میں شفا ہو اور کوئی دوسری دوائی دستیاب نہ ہو تمام حرام چیزوں حتی کہ شراب کا بھی یہی حکم ہے

مسئلہ 7 خارجی استعمال کا حکم یہ ہے کہ انگور اور کھجور سے بنی ہوئی الکحل نجس ہیں (کسی چیز میں اس کا استعمال جائز نہیں) اس کے علاوہ جیسے جو، آلو، شہد، گنا، سبزی وغیرہ سے حاصل کیا گیا الکحل نجس نہیں ہے۔ عطر، سیاہی اور رنگوں وغیرہ میں اس کا استعمال درست ہے۔

مسئلہ 8 کھانے پینے کی چیزوں میں کھجور اور انگور سے بنی ہوئی الکحل استعمال کرنا جائز نہیں، البتہ کھجور اور انگور کے علاوہ چیزوں سے کشید کی ہوئی الکحل میں اگر نشہ نہ ہو تو ان کا استعمال جائز ہے۔

مسئلہ 9 وہ نشہ آور چیزیں جو جامد ہوں جیسے افیون، بھنگ اور چرس وغیرہ یہ نجس نہیں ہیں، دوائیوں اور دیگر صنعتی اغراض میں ان کا مباح استعمال ممکن ہے تو شرعی طور پر ان کی بیع بھی جائز ہے۔

مسئلہ 10 خون کی نجاست اور اس کی بیع کے ناجائز ہونے پر فقہاء کا اتفاق ہے، لیکن آج کل بطور علاج کے انسان کا خون مریض کو دینا عام ہے، کوئی اور دوائی نہ ہو تو مریض کو خون دینے کی گنجائش ہے، البتہ بیچنا جائز نہیں، تاہم بوقت ضرورت اگر مفت نہ ملے تو پیسے دے کر خریدا جا سکتا ہے لیکن بیچنے والے کے لئے پیسے لینے پھر بھی جائز نہ ہوں گے۔ (ہدایہ اور عصری تطبیقات)

جناب
محمد عبداللہ
لاہور

بیمار دِل کی چند علامات

اِنسان کو کیسے پتہ چلے گا کہ اُس کا دل بیمار ہے؟
اس سلسلہ میں حافظ ابن قیم رحمہ اللہ تعالیٰ نے کچھ علامات بیان فرمائی ہیں، جو درج ذیل ہیں:

پہلی علامت جب انسان فانی چیزوں کو باقی چیزوں پر ترجیح دینے لگے تو وہ سمجھ لے کہ میرا دل بیمار ہے۔ مثلاً دنیا کا گھر اچھا لگتا ہے مگر آخرت کا گھر بنانے کی فکر نہیں ہے، دنیا میں عزت مل جائے مگر آخرت کی عزت یا ذلت کی سوچ دل میں نہیں، دنیا میں آسانیاں ملیں مگر آخرت کے عذاب سے بچنے کی پرواہ نہیں۔

دوسری علامت جب انسان رونا بند کر دے تو وہ سمجھ لے کہ اس کا دل سخت ہو چکا ہے۔ یاد رہے کہ کبھی انسان کی آنکھیں روتی ہیں اور کبھی انسان کا دل روتا ہے۔ دل کا رونا آنکھوں کے رونے پر فضیلت رکھتا ہے، یہ ضروری نہیں کہ آنکھ سے پانی کا نکلنا ہی رونا کہلاتا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کے کئی بندے ایسے بھی ہوتے ہیں کہ ان کے دل رو رہے ہوتے ہیں حالاں کہ ان کی آنکھوں سے پانی نہیں نکلتا، مگر ان کا دل سے رونا اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہو جاتا ہے اور ان کی توبہ کے لیے قبولیت کے دروازے کھل جاتے ہیں۔
تو دل اور آنکھوں میں سے کوئی نہ کوئی چیز ضرور روئے اور بعض تو ایسے ہوتے ہیں کہ ان کی دونوں چیزیں رو رہی ہوتی ہیں، آنکھیں بھی رو رہی ہوتی ہیں اور دل بھی رو رہا ہوتا ہے۔

تیسری علامت مخلوق سے ملنے کی تو تمنا ہو لیکن اللہ رب العزّت سے ملنا یاد ہی نہ ہو تو سمجھ لے کہ یہ میرے دل کی موت ہے۔ لوگوں کے ایک دوسرے کے ساتھ ایسے تعلقات ہوتے ہیں کہ ان کے دل میں ایک دوسرے سے ملنے کی تمنا ہوتی ہے وہ اداس ہوتے ہیں اور انہیں انتظار ہوتا ہے مگر اسے اللہ تعالیٰ کی ملاقات یاد ہی نہیں ہوتی۔

چوتھی علامت جب انسان اللہ ربّ العزت کی یاد سے گھبرانے اور مخلوق کے ساتھ بیٹھنے سے خوش ہو تو وہ بھی دل کی موت کی پہچان ہے۔ اللہ تعالیٰ کی یاد سے گھبرانے کا مطلب یہ ہے کہ جب انسان کا دل تسبیح پڑھنے، ذکر و اذکار کرنے اور مراقبہ سے گھبرائے اسے مصلیٰ پر بیٹھنا بوجھ محسوس ہوتا ہو، ایک موٹا سا اصول سمجھ لو کہ اگر بندہ کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق دیکھنا ہو تو اس کا مصلیٰ پر بیٹھنا دیکھ لو، ذاکر انسان مصلیٰ پر اسی سکون کے ساتھ بیٹھتا ہے جس طرح بچہ ماں کی گود میں سکون کے ساتھ بیٹھتا ہے اور جس کے دل میں کجی ہوتی ہے اس کے لیے مصلیٰ پر بیٹھنا مشکل ہوتا ہے، وہ سلام پھیر کر مسجد سے بھاگتا ہے، کئی تو ایسے بدنصیب ہوتے ہیں کہ مسجد میں آنے کے لیے ان کا دل تیار ہی نہیں ہوتا

(ماخوذ از اِغاثۃ اللھفان لابن القیم، الباب العاشر 68/1)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ تعالیٰ کے وجود پر اہلِ دانش کے چند دلائل

مولانا محمد طیب الیاس صاحب

1 ایک دیہاتی کی دلیل

کسی بدوی دیہاتی سے پوچھا گیا: ربّ تعالیٰ کے وجود کی تمہارے پاس کیا دلیل ہے؟ اُس دیہاتی نے جواب دیا: یَاسُبْحٰنَ اللّٰہِ! اِنَّ الْبَعْرَۃَ لَتَدُلُّ عَلَی الْبَعِیْرِ، وَاِنَّ اَثَرَ الْاَقْدَامِ لَتَدُلُّ عَلَی الْمَسِیْرِ، فَسَمَاءٌ ذَاتُ اَبْرَاجٍ، وَاَرْضٌ ذَاتُ فِجَاجٍ، وَبِحَارٌ ذَاتُ اَمْوَاجٍ اَلَا یَدُلُّ ذٰلِکَ عَلٰی وُجُوْدِ اللَّطِیْفِ الْخَبِیْرِ؟

ترجمہ: ”زمین پر پڑی ہوئی مینگنیاں دلالت کرتی ہیں کہ یہاں سے اونٹ گزرا ہے، زمین پر پاؤں کے نشانات دلالت کرتے ہیں کہ یہاں سے کوئی گزرا ہے تو کیا یہ برجوں والا آسمان، یہ راستوں والی زمین اور موجیں مارنے والے سمندر اللہ لطیف وخبیر (باریک بیں اور خبردار) کے وجود پر دلیل نہیں بن سکتے ہیں؟“

2 امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل

خلیفہ ہارون الرشید نے امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ سے پوچھا: اللہ تعالیٰ کے وجود پر کیا دلیل ہے؟ آپ نے فرمایا: ”زبانوں کا مختلف ہونا، آوازوں کا جدا ہونا، لب ولہجہ کا الگ ہونا ثابت کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ موجود ہے۔“

3 امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل

بعض دہریوں (یعنی منکرینِ خدا) نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے وجود باری تعالیٰ کے بارے میں سوال کیا، آپ نے فرمایا: ”مجھے چھوڑ دو! میں اِس وقت ایک گہری سوچ میں ہوں، لوگوں نے مجھ سے کہا ہے کہ ایک بہت بڑی کشتی ہے، جس میں طرح طرح کا تجارتی اَسباب وسامان لدا ہوا ہے، مگر نہ کوئی اُس کا نگہبان ہے نہ چلانے والا ہے، مگر اِس کے باوجود وہ برابر آ جا رہی ہے اور بڑی بڑی موجوں کو خود بہ خود چیرتی، پھاڑتی گزر جاتی ہے، رُکنے کی جگہ پر رک جاتی ہے اور چلنے کی جگہ پر چلنے لگتی ہے، اُس کا نہ کوئی ملاح ہے، نہ منتظم ہے۔“

سوال کرنے والے دہریوں نے کہا ”آپ کس سوچ میں پڑ گئے، بھلا کوئی عقل مند انسان ایسی بات کہہ سکتا ہے کہ اتنی بڑی کشتی ایک نظم کے ساتھ طوفانی سمندر میں آئے جائے اور کوئی اُس کا نگران اور چلانے والا نہ ہو؟“۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”افسوس! تمہاری عقلوں پر کہ ایک کشتی تو بغیر چلانے والے کے نہ چل سکے، لیکن یہ ساری دنیا، آسمان و زمین کی سب چیزیں ٹھیک اپنے اپنے کام پر لگی رہیں اور اُن کا مالک، حاکم، اور خالق کوئی نہ ہو؟“ یہ جواب سن کر وہ لاجواب ہوگئے اور حق کو جان کر مسلمان ہوگئے

4 امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ سے بھی وجودِ باری تعالیٰ کے بارے میں سوال کیا گیا، آپ نے فرمایا: ”شہتوت کے پتے (شکل و شباہت میں) ایک ہی جیسے ہیں، ایک ہی ذائقہ کے ہیں، کیڑے، شہد کی مکھی، گائے، بکری اور ہرن وغیرہ سب اُس کو چاٹتے ہیں، کھاتے

ہیں، چگتے ہیں، چرتے ہیں...اُسی کو کھا کر کیڑے میں سے ریشم نکلتا ہے، شہد کی مکھی شہد نکالتی ہے، ہرن میں مشک پیدا ہوتا ہے، گائے اور بکریاں اُسے کھا کر مینگنیاں کرتی ہیں، کیا یہ صاف دلیل نہیں ہے کہ ایک پتے میں یہ مختلف خواص پیدا کرنے والا کوئی ہے؟ اور اُسی کو ہم اللہ تبارک وتعالیٰ کہتے ہیں، وہی (کائنات کا) موجد اور صانع ہے۔‘‘

5 امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ سے بھی ایک بار وجودِ باری تعالیٰ کے بارے میں سوال کیا گیا، آپ نے فرمایا: ’’سنو! یہاں ایک نہایت مضبوط قلعہ ہے، جس میں کوئی دروازہ نہیں ہے، نہ کوئی راستہ ہے، بلکہ سوراخ تک نہیں، باہر سے چاندی کی طرح چمک رہا ہے اور اندر سے سونے کی طرح دمک رہا ہے اور اوپر نیچے دائیں بائیں چاروں جانب سے بالکل بند ہے، ہوا تک اس میں نہیں گزر سکتی ہے، اچانک اُس کی ایک دیوار گرتی ہے اور ایک جان دار آنکھوں، کانوں والا، بولتا چلتا، خوب صورت شکل اور پیاری بولی والا، چلتا پھرتا نکل آتا ہے۔ بتاؤ! اس بند اور محفوظ مکان میں اُسے پیدا کرنے والا کوئی ہے یا نہیں؟ اور وہ ہستی انسانی ہستیوں سے بالاتر اور اُس کی قدرت غیر محدود ہے یا نہیں؟‘‘ آپ کا مطلب یہ تھا: تم انڈے کو دیکھو جو ہر طرف سے بند ہے پھر اُس سے پروردگار خالق جان دار بچہ پیدا کر دیتا ہے، یہی دلیل ہے اللہ تعالیٰ کے وجود اور اُس کی توحید پر۔

خلاصۂ کلام علماء ومشائخ فرماتے ہیں: آسمانوں کو دیکھو...اُن کی بلندی ورفعت، اُن کی وسعت و پھیلاؤ اُن کے چھوٹے بڑے چمکیلے اور دمکتے ستاروں پر نظر ڈالو...اُن کے چمکنے دمکنے، اُن کے چلنے پھرنے، ٹھہرنے اور رُک جانے، ظاہر ہونے اور چھپ جانے کا مطالعہ کرو۔ پھر سمندروں کو بھی دیکھو...... جو موجیں مارتے ہوئے سمندر کو گھیرے ہوئے ہیں۔ پھر بلند وبالا اور ڈھلان زدہ مضبوط پہاڑوں کو دیکھو...... جو میخوں کی طرح زمین میں پیوست ہیں اور زمین کو ہلنے نہیں دیتے، جن کے رنگ اور صورتیں جدا جدا ہیں۔

پھر مختلف نوع کی مخلوقات پر نظر ڈالو...... کھیتیوں اور باغوں کو سرسبز وشاداب کرنے والی بل کھاتی خوش نما نہروں کو دیکھو، کھیتوں اور باغوں کی سبزیوں، اُن کے طرح طرح کے پھل پھول اور مزے دار میووں میں غور کرو۔ زمین ایک، پانی ایک ...... لیکن شکلیں شباہتیں، رنگ وروپ، خوش بو ومہک، مزہ وذائقہ اور نفع وفائدہ الگ الگ ہیں۔ کیا یہ تمام مصنوعات (بنائی ہوئی چیزیں) تمھیں نہیں بتاتیں کہ اِن کا صانع (بنانے ولا) کوئی ہے؟ کیا یہ تمام موجودات بہ آواز بلند کہہ نہیں رہی ہیں کہ اِن کا موجد کوئی ہے؟ کیا یہ تمام مخلوقات اپنے خالق کی ہستی، اُس کی ذات اور اُس کی توحید وعظمت پر دلالت نہیں کرتی ہیں؟

یہ ہیں وہ زوردار دلائل جو اللہ عز وجل نے اپنی ذات کو منوانے کے لیے ہر نگاہ کے سامنے پیش کر دیئے ہیں، یہ اُس کی زبردست قدرتوں، اُس کی پرزور حکمتوں، اُس کی لاثانی رحمتوں، اُس کے بے نظیر انعاموں اور اُس کے لازوال احسانوں پر دلالت کرنے لے لیے کافی وافی ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر، سورۃ البقرۃ:98)

اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

الحدیث: ترجمہ، بہترین شخص وہ ہے جس کی عمر لمبی ہو اور اعمال اچھے ہوں۔ (ترمذی 2329، اِسنادہ حسن)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی چار نصیحتیں

مولانا محمد انور شفیع صاحب

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو جو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے ہیں اور تمام علماء کرام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی جماعت میں ان سے بڑھ کر کوئی متبع سنت نہیں تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ساتھ ایک سفر کیا، ان کو معلوم تھا کہ یہاں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم انسانی ضرورت کے لیے اُترے تھے، بعد میں جب سفر میں اس راستہ سے گزرے، چاہے ان کو ضرورت ہوتی یا نہ ہوتی، وہاں اُترتے اور اس طرح بیٹھتے گویا پیشاب کر رہے ہیں اور اُٹھ کر آجاتے، یعنی ان کو وہ جگہ بھی معلوم ہوتی تھی جہاں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پیشاب کے لیے بیٹھے تھے۔ (مسند احمد 4870، اسنادہ صحیح)

کسی مسئلہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو خط لکھا گیا، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس کے جواب میں لکھتے ہیں: ترجمہ: تو نے مجھے علم کے بارہ میں خط لکھا ہے، مگر علم اتنی بڑی چیز ہے کہ میں اس کی تشریح نہیں کر سکتا، لیکن چار باتوں کی میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں:

پہلی بات اگر تجھ سے ہو سکے تو یہ کر کہ تو اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے اس حال میں کہ مسلمانوں کی عزت وآبرو سے تیری زبان محفوظ ہو اور کسی مسلمان کا تمہارے ذمہ یہ مطالبہ نہ ہو کہ اس نے فلاں جگہ میری غیبت کی، اس نے برائی کے ساتھ میرا تذکرہ کیا۔

دوسری بات مسلمانوں کے جو خون ہو رہے ہیں، قیامت کے دن تیرے ذمہ ان میں سے کوئی چیز نہ ہو، تیری پشت مسلمانوں کے خون سے ہلکی پھلکی ہو۔ قرآن مجید میں ہے کہ " جس نے ایک جان کو قتل کر دیا، گو اس نے سارے انسانوں کو قتل کر دیا"۔

(سورۃ المائدۃ، آیت:32)

نعوذ باللہ تعالیٰ! قیامت کے دن کسی آدمی کے ذمہ یہ مطالبہ نہ ہو کہ اس نے کسی مسلمان کو قتل کیا۔

تیسری بات مسلمانوں کے مالوں سے تیرا پیٹ بھوکا ہو، یعنی کسی مسلمان کا مال تیرے پیٹ میں نہ جائے۔ یعنی ناجائز طور پر تیرے پیٹ میں نہ جائے۔

چوتھی بات مسلمانوں کی جماعت سے الگ تھلک نہ ہو۔ بلکہ ان کے ساتھ لازم رہو، یعنی ان کے ساتھ مل کر رہو۔ بس یہ چار نصیحتیں یاد رکھو۔

(تاریخ ابن عساکر 257/52، اسنادہ ضعیف)

بقیہ، ص: 19 کا

جس کی وجہ سے سب کی فجر کی نماز قضاء ہوگئی، ان دو موقعوں پر حکمتِ الٰہی سے نماز قضاء ہوئی، چھوٹی نہیں حتی کہ کبھی جماعت بھی ترک نہیں ہوئی۔
اللہ تعالیٰ ہمیں بھی بروقت پانچوں نمازیں
پڑھنے کی توفیق عطا فرمائیں
آمین ثم آمین۔

نگاہ میں کوئی بُرا نہ رہا

مولانا منیر احمد صاحب علوی

مجدد الملت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کو اس دور میں اللہ تعالیٰ نے عمل اور تقویٰ کا نمونہ بنایا تھا۔ ان کے ایک خلیفہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے ان سے ذکر کیا کہ جب آپ بیان فرماتے ہیں اور آپ کی مجلس میں ہوتا ہوں تو مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اس مجمع میں مجھ سے زیادہ تباہ حال شخص کوئی اور نہیں ہے۔ اور سب سے زیادہ گناہ گار میں ہوں۔ اور دوسرے لوگوں کے مقابلہ میں، میں اپنے آپ کو جانور محسوس کرتا ہوں۔

جواب میں مجدد الملت حضرت مولانا محمد اشرف تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بھائی! تم یہ جو اپنی حالت بیان کر رہے ہو سچ پوچھو تو میری بھی یہی حالت ہوتی ہے۔ جب میں وعظ اور بیان کر رہا ہوتا ہوں تو ایسا لگتا ہے کہ سب لوگ مجھ سے اچھے ہیں۔ میں سب سے زیادہ خراب ہوں۔

اپنے عیوب کی فکر کیجیے ایسا کیوں تھا؟ اس لیے کہ ہر وقت ان کو یہ فکر لگی ہوئی تھی میرے اندر کون سا عیب ہے؟ کون سا گناہ ہے؟ میں اس کو کس طرح دور کروں؟ اور اللہ تعالیٰ کی رضا کیسے حاصل کروں؟ اگر انسان اپنے عیوب کا جائزہ لینا شروع کرے تو پھر دوسروں کے عیوب نظر نہیں آتے۔ اس وقت اپنی فکر میں انسان لگ جاتا ہے۔

بہادر شاہ ظفر مرحوم نے کہا تھا کہ ؎

تھے جو اپنی برائی سے بے خبر
رہے اوروں کے ڈھونڈتے عیب و ہنر
پڑی اپنی برائیوں پر جو نظر
تو نگاہ میں کوئی بُرا نہ رہا

یعنی جب تک دوسروں کو دیکھتے رہے تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ فلاں کے اندر یہ بُرائی ہے اور فلاں کے اندر یہ بُرائی ہے۔ لیکن جب اپنی بُرائیوں پر نظر کی تو معلوم ہوا کہ کوئی بھی اتنا بُرا نہیں ہے جتنا بُرا میں خود ہوں۔

اپنی پرواہ کیجیے! اس لیے کہ جب اپنے اعمال کا جائزہ لینے کی توفیق ہوئی تو ساری گندگیاں اور بُرائیاں سامنے آگئیں۔

یاد رکھیے! کوئی انسان دوسرے کی بُرائی سے اتنا واقف نہیں ہوسکتا جتنا انسان اپنی برائی سے واقف ہوتا ہے۔ انسان اپنے بارے میں جانتا ہے کہ میں کیا سوچتا ہوں اور میرے دل میں کیا خیالات پیدا ہوتے ہیں؟ کیسے کیسے ارادے میرے دل میں آتے ہیں؟ لیکن چوں کہ اپنی طرف نظر نہیں، اپنے عیوب سے بے خبر ہے۔ اس لیے دوسروں کے عیوب اس کو نظر آتے ہیں۔ اس کو اپنی پرواہ نہیں ہوتی۔

چھوٹے سلام میں پہل کریں!

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا: چھوٹے، بڑوں کو سلام کریں، گزرنے والے بیٹھنے والوں کو سلام کریں، اور کم تعداد والے زیادہ تعداد والوں کو سلام کریں۔

(صحیح البخاری، رقم الحدیث 5880)

دَرَجاتِ نِساء

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَخَاتَمِ النَّبِیّٖنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ اَجْمَعِیْن

جس طرح مَردوں کو اللہ تعالیٰ نے عورتوں سے قوی بنایا ہے اور مختلف درجات پر رکھا ہے۔ اِسی طرح خواتین کے بھی مختلف درجات ہوتے ہیں۔ مردوں کا عورتوں سے قوی ہونے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ خواتین کوئی گھٹیا قوم ہے، نہیں نہیں، ہرگز نہیں! اسی طرح عورتوں کی عقل آدھی ہوتی ہے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ بے وقوف یا پاگل ہوتی ہیں، نہیں نہیں، ہرگز نہیں!

خواتین کے کمزور ہونے کا مطلب

قوی ہونا اور چیز ہے، اعلیٰ و افضل عند اللہ ہونا اور چیز ہے۔ عورتیں مَردوں سے نسبتاً کمزور یا گواہی اور عقل میں کم ضرور ہیں مگر اِس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ درجے والی ہو نہیں سکتیں۔ نہیں بلکہ خواتین کے بھی مختلف درجے اور مقامات ہوتے ہیں۔ جو خاتون گھر میں رہ کر شریعت کی پابندی کرتی ہے، گناہوں سے بچتی ہے اور فرائض، واجبات اور سنتوں پر عمل پیرا رہتی ہے اس کی تو کیا ہی بات ہوتی ہے **مَاشَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی لَاقُوَّۃَ اِلَّابِاللّٰہِ**۔ اور جو خاتون مکمل شرعی پردہ بھی کرتی ہے اور مذکورہ اعمال کی پابندی رکھتی ہے، ضرورت پڑنے پر باہر جاتی ہے اور کبھی بے حجاب نہیں ہوتی، اس کا مقام و درجہ اور اُونچا ہو جاتا ہے۔

اور اِس سے بھی اُونچے درجے والی خواتین وہ ہوتی ہیں جو اوپر لکھی ہوئی باتوں کی پابندی کے ساتھ ساتھ بولنے میں مکمل احتیاط برتتی ہیں، یعنی غیبتوں، چغلیوں سے پرہیز، جھوٹ اور دھوکہ، لڑائی جھگڑوں اور فضول باتوں سے بہت بچتی رہتی ہیں وہ بہت اونچے درجہ پر فائز ہو جاتی ہیں۔ اور جو خواتین اُوپر لکھی گئی تمام باتوں پر عمل پیرا ہو کر ذِکر اللہ، تلاوت اور درود شریف میں مصروف رہتی ہیں وہ لاجواب، باکمال اور لازوال درجے پا لیتی ہیں۔ اور پھر جو خواتین شرعی پردے میں مزید بہتری لاکر ہاتھوں میں دستانے، پاؤں میں جرابیں اور منہ پر مکمل نقاب (آنکھوں پر بھی باریک سا پردہ) ڈال لیتی ہیں اور پھر اُوپر لکھی ہوئی باتوں پر بھی عمل کرتی رہتی ہیں اور خلافِ اَولیٰ (جو بہتر نہ ہو) پر عمل نہیں کرتی ہیں اور دل و جان سے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رہتی ہیں، کھانا پکانے اور روٹی بنانے حتی کہ صفائی وغیرہ کے وقت بھی سر ڈھانپ کر کچھ نہ کچھ پڑھتی رہتی ہیں اور موبائل پر وقت ضائع نہیں کرتی ہیں اور خاوند اور والدین کی مکمل بات مانتی ہیں وہ نُورٌ عَلٰی نُوْر ہو جاتی ہیں۔ انہیں رب تعالیٰ کی طرف سے اچھے خواب اور اِلہامات بھی ہوا کرتے ہیں، زیارتیں ہوتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمارے گھر کی عورتوں اور اُمتِ مسلمہ کی خواتین کو اعلیٰ درجات اور مقامات سے نوازیں
آمین ثم آمین۔

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ اَجْمَعِیْن

کاش! آج میری ماں ہوتی تو اُسے بتاتا!

جناب محمد عمر صاحب
لاہور

سلطان محمود غزنوی رحمہ اللہ تعالیٰ ایک بہت بڑے بادشاہ، مجاہد اور مردِ قلندر تھے۔ جن کی بہادری، اور جرأت کے کارناموں کی شہرت بامِ عروج پہنچ چکی تھی، لیکن مخالفین کی طرف سے سلطان محمود رحمہ اللہ تعالیٰ کو ہر طرح سے بدنام کرنے کی ہر ممکن کوشش کی گئی، طرح طرح کے الزامات لگائے کہ انہوں نے اسلام تلوار کے زور سے پھیلایا ہے، تاریخ میں ایک نہیں سینکڑوں ایسے واقعات تحریر ہیں کہ جس سے سلطان محمود رحمہ اللہ تعالیٰ کی رحم دلی اور شفقت کا اندازہ ہوجاتا ہے کہ یہ اپنوں کے ساتھ پرائیوں اور غلاموں کے ساتھ کس طرح پیش آتے تھے اور ان کا کیا رویہ ہوتا تھا، ان واقعات میں سے ایک واقعہ یہ ہے۔

واقعہ: ایک بار سلطان محمود غزنوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ہندوستان پر حملہ کیا تو بہت سے ہندو جنگ میں قید ہوئے اور اُن تمام قیدیوں کو غزنی لے گئے، ان قیدیوں میں ایک لڑکا بہت ہوشیار، بہادر اور ہونہار تھا سلطان محمود غزنوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس لڑکے کو آزاد کرکے ہر قسم کے علوم وفنون کی تعلیم دی جب وہ تعلیم سے فارغ ہوا تو اس کو حکومت کے عہدے دیئے گئے، حتی کہ رفتہ رفتہ اس کو ایک بڑے ملک کا گورنر بنادیا گیا، اس وقت گورنر صوبہ کی حیثیت وہ ہوتی تھی جو آج کل وزیر اعظم کی ہوتی ہے۔

جس وقت اس لڑکے کو سلطان محمود غزنوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے تخت پر بٹھانا چاہا اور تاج سر پر رکھا تو وہ لڑکا یعنی غلام رونے لگا، سلطان محمود نے فرمایا یہ وقت خوشی کا ہے یا غمی کا؟ اس لڑکے نے کہا جہاں پناہ اس وقت مجھے اپنے بچپن کا ایک واقعہ یاد آگیا جس کی وجہ سے مجھے رونا آگیا ہے۔ حضور! جس وقت میں ہندوستان میں پہنچا آپ کے حملے سن کر ہندو کانپتے تھے، اور عورتیں اپنے بچوں کو آپ کے نام لے کر ڈرایا کرتی تھیں میں سمجھتا تھا کہ سلطان محمود کیسا ظالم و جابر ہوگا، حتی کہ آپ نے خود ہی ہمارے ملک ہندوستان پر حملہ کیا اور اس فوج سے مقابلہ کیا جس میں (اپنے طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا) یہ غلام موجود تھا اس وقت میں آپ کے نام سے بھی ڈرا کرتا تھا۔ جب میں آپ کے ہاتھوں قیدی بنا تو میری جان ہی نکل گئی کہ بس اب خیر نہیں، مگر حضور نے دشمنوں کی روایات کے خلاف میرے ساتھ ایسا برتاؤ کیا کہ آج میرے سر پر تاجِ سلطنت رکھا جارہا ہے تو مجھے یہ خیال کرکے رونا آگیا کہ کاش! آج میری ماں یہاں ہوتی تو میں اس سے کہتا کہ دیکھ ماں! یہ وہی سلطان محمود غزنوی ہے جس کو آپ ظالم وجابر بتلایا کرتی تھی۔

(حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ واقعات، ص:244)

(**بقیہ**، ص 22 کا)... 3 دعا سے پہلے عمل صالح (صدقہ ونوافل) کا اہتمام کرے 4 آہ وبکا کے ساتھ بار بار سوال کرے 5 خوشی وغمی، آسان ومشکل ہر گھڑی ولمحہ میں دُعا پر ہمیشگی اختیار کرے 6 استقبالِ قبلہ کی رعایت کرے 7 مسواک کا اہتمام رکھے 8 طہارتِ بدنی ودلی کا حصول، با وضو حالت میں دعا مانگے 9 ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگے۔

ایک نیکی کی تلاش

جناب
محمد قاسم حسن صاحب

ایک روایت میں ہے کہ ایک شخص ایسا ہوگا جس کی نیکیاں اور برائیاں برابر ہوں گی، گویا کہ اس کا نہ جنت میں جانے کا فیصلہ ہوگا اور نہ دوزخ میں۔ بہرکیف حکم ہوگا کہ اگر تم آزادی (جنت) چاہتے ہو تو جس طرح سے بھی ہو سکے نیکیوں کا پلڑا بھاری کرو، اور ایک نیکی کہیں سے بھی لے آؤ، تمہارا پلڑا بھاری ہو جائے گا، اب وہ بے چارہ میدان محشر میں اپنے جاننے والوں سے اور عزیز و اقارب سے اور ان کے علاوہ جس سے بھی ہو سکے گا ایک نیکی کا سوال کرے گا لیکن کہیں سے بھی سوائے نفی کے کوئی جواب نہ ملے گا۔ کیوں کہ ہر شخص کو اپنی اپنی فکر ہوگی، ہر شخص کو یہ خیال ہوگا کہ اگر ہم ایک نیکی دے دیں تو شاید ہمارے حساب میں اس ایک نیکی کی کمی ہو جائے جو ہم دے رہے ہیں اور اس ایک نیکی کی وجہ سے ہم بھی رہ سکتے ہیں۔

غرض! کوئی بھی ایک نیکی نہ دے گا، لیکن ایک شخص ایسا ہوگا جس کے پاس برائیاں ہی برائیاں ہوں گی اور اس کے پاس صرف ایک ہی نیکی ہوگی، جب وہ شخص ایک نیکی کی تلاش میں اس برائی والے شخص کے پاس آئے گا اور ایک نیکی کا سوال کرے گا تو ایک نیکی والا کہے گا کہ بھائی! جب تو اتنی نیکیاں کر کے ایک نیکی کی کمی کی وجہ سے جنت میں جانے سے روک دیا گیا ہے تو میرے پاس تو ہے ہی ایک نیکی، میں تو دوزخ میں یقیناً ہی جاؤں گا کیوں کی میری نیکی اتنی برائیوں کا کہاں تک مقابلہ کرے گی، لہذا یہ ایک نیکی میرے لیے تو بے فائدہ ہے تو یہ لے جا، میرا نہ سہی تیرا ہی کام بن جائے۔ بس اس ایک نیکی سے اس شخص کا نیکی کا پلڑا بھاری ہو جائے گا۔

رحمتِ الٰہی اب رحمتِ الٰہی دیکھئے کہ کہ حکمِ الٰہی ہوگا کہ اس شخص کو بلایا جائے جس نے ایک نیکی دی تھی اور اس سے سوال ہوگا کہ تو نے اپنی ایک نیکی دوسرے کو کیوں دے دی؟ اب تمہارے پاس تو گناہوں کے سوا کچھ بھی نہ رہا، وہ کہے گا یاالٰہی! میں نے یہ دیکھ کر نیکی دی اس شخص کے پاس ہزاروں نیکیاں تھیں مگر ایک نیکی کی کمی کی وجہ سے یہ جنت میں نہ جاسکا میں نے سمجھ لیا کہ میرے پاس تو ایک ہی نیکی ہے قانون کے موافق میری مغفرت نہیں ہو سکتی، اس لیے میں نے اس کو اپنی نیکی دے دی کہ اگر میں جنت میں نہ جاسکا تو کیا ہوا، چلو میری وجہ سے یہ تو بخش دیا جائے گا میری خیر ہے۔ حکم ہوا کہ ہم نے تجھے بھی بخش دیا۔ اس کو قانونِ الٰہی سے اور تجھے فضلِ الٰہی سے بخشا اس شخص پر تو نے رحم کیا اور ہم نے تجھ پر رحم کیا۔

(التذکرۃ فی احوال الموتی للقرطبی 415/1)

نیکی کی قدر تو قیامت کے دن ہوگی کہ لوگ ایک ایک نیکی کے بدلہ اٹک جائیں گے اور نجات نہ ہوگی۔ لیکن اللہ تعالیٰ جسے چاہیں گے اپنے فضل سے بخش دیں گے اللہ تعالیٰ ہمیں زندگی بھر گناہوں سے بچنا نصیب فرمائیں آمین

عبادت... باعثِ ہدایت

جناب
محمد اِکرام حسنا

اگر غور کیا جائے تو روشن ضمیر اور صاحبِ عقل سلیم پر یہ حقیقت واضح ہوسکتی ہے کہ دینِ اسلام نے فرض اعمال وعبادات کا جو پاکیزہ نظام اور پروگرام پیش کیا ہے وہ اتنا جامع اور کامل اور مکمل ہے کہ اس کا کی مکمل ادائیگی سے ایک انسان بہت سی اچھی صفات اور خصوصیات کا حامل بن سکتا ہے، مثلاً وضو کی برکت سے طہارت ونظافت، نماز کی برکت سے اوقات کی پابندی، جماعت کی برکت سے اجتماعیت اور وحدت، روزہ کی برکت سے ضبطِ نفس، زکوٰۃ کی برکت سے مخلوق اور محتاج کی مدد، حج کی برکت سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اور اسلامی شعائر کی عظمت ومحبت جیسی پاکیزہ صفات اور خصوصیات ایک انسان میں پیدا ہوسکتی ہیں۔ کیوں کہ ان مخصوص (فرض) اعمال وعبادات میں مجموعی طور پر مذکورہ اوصاف کی تعلیم وہدایت پائی جاتی ہے، لہٰذا ان کو کماحقہ ادا کرنے والا ان اوصاف سے متصف ہوکر صرف ایک اچھا انسان ہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا محبوب بندہ بن سکتا ہے۔

واقعہ: اس سلسلہ میں ایک عجیب واقعہ منقول ہے کہ ایک مرتبہ ایک چور شاہی محل میں چوری کے ارادہ سے داخل ہوا، اتفاق سے اس وقت بادشاہ بیٹی کی شادی کے بارے میں اپنی بیگم سے مشورہ کررہا تھا، جس میں بالآخر اس نے یہ فیصلہ کیا کہ کچھ بھی ہو مگر میں حضور ﷺ کی ہدایت کے مطابق اپنی اکلوتی بیٹی کا نکاح اسی سے کروں گا جو دین دار، عبادت گزار اور متقی و پرہیزگار ہوگا، چور نے بھی یہ فیصلہ سن لیا، اور اس نے ارادہ کرلیا کہ میں شہزادی سے نکاح کرنے کے لیے بظاہر دین دار، عبادت گزار اور متقی و پرہیزگار بن جاؤں گا، اور اس طرح شادی کے بعد شاہی خزانوں کا مالک بن جاؤں گا۔ اس پختہ ارادہ کے بعد چوری کیے بغیر وہ واپس لوٹا اور کسی خلوت گاہ میں مشغولِ عبادت ہوگیا، حتیٰ کہ ایک عرصہ اسی حالت میں گزر گیا جس میں تمام اعمال وعبادات کو اچھی طرح ادا کیا تو اللہ تعالیٰ کی شان کہ عبادت کی برکت سے اس کی شہرت ہونے لگی، اور آہستہ آہستہ یہ بات بادشاہ کے کانوں تک پہنچی کہ شہر کے فلاں مقام پر ایک بہت ہی پاکباز، دین دار اور عبادت گزار نوجوان ہے، بادشاہ نے اِرادہ کرلیا کہ اگر وہ غیر شادی شدہ ہے تو اپنی بیٹی کا نکاح اسی سے کردوں گا۔ چناں چہ اس نے تحقیق حال کے بعد اپنے وزیر کو نکاح کا پیغام لے کر بھیجا، جب وزیر نے بادشاہ کی بیٹی کے لیے پیغامِ نکاح پہنچایا تو حقیقتِ حال بیان کرتے ہوئے اس عبادت گزار نے عرض کیا کہ میں نے یہ عبادت کا سلسلہ دراصل اسی رشتہ کے حصول کے لیے شروع کیا تھا، لیکن اب مجھے اس عبادت کی برکت سے اللہ تعالیٰ کی محبت الحمدللہ تعالیٰ حاصل ہوگئی ہے، اس لیے مجھے اب کسی اور چیز کی ضرورت نہیں۔ اس طرح وہ چور عبادت کی برکت سے اللہ تعالیٰ کا ولی بن گیا۔ (ماخوذ از: منتخب انمول موتی 46/6)

اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں سے لاجواب؛ باکمال پیار

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ وَنُسَلِّمُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ وَخَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ اَجْمَعِيْن

عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ: اِنَّ صَاحِبَ الشِّمَالِ لَيَرْفَعُ الْقَلَمَ سِتَّ سَاعَاتٍ عَنِ الْعَبْدِ الْمُسْلِمِ الْمُخْطِيءِ اَوِ الْمُسِيءُ، فَاِنْ نَدِمَ وَاسْتَغْفَرَ اللّٰهَ مِنْهَا اَلْقَاهَا وَاِلَّا كُتِبَتْ وَاحِدَةً

(المعجم الکبیر للطبرانی، رقم الحدیث 7765، اسنادہ حسن)

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا گناہ گاہ مسلمان کا بائیں کندھے کا فرشتہ (جب انسان گناہ کرتا ہے تو) چھ بار (گناہ لکھتے ہوئے) قلم کو اُٹھالیتا ہے۔ پھر اگر وہ بندہ اپنے گناہ پر شرمندہ ہو کر توبہ کرلے تو قلم کو رکھ دیتا ہے (یعنی گناہ نہیں لکھتا) اور اگر معافی نہیں مانگتا تو ایک گناہ لکھ لیا جاتا ہے۔

فرشتہ ہمارا رشتہ دار نہیں دُنیاوی معاملات میں اپنی جان پہچان والوں اور رشتہ داروں کی رعایت رکھی جاتی ہے، اور ان کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کیا جاتا ہے اور انہیں موقع دیا جاتا ہے۔ لیکن فرشتہ ہمارا نہ تو رشتہ دار ہے اور نہ ہی ہماری اس سے ایسی جان پہچان ہے کہ وہ ہمیں ایسی رعایت دے۔ لیکن وہ ایک گناہ گار مسلمان کو یہ رعایت اللہ تعالیٰ کے حکم سے دے رہا ہے۔ جو اپنے گناہ گار بندوں پر بھی اس قدر مہربان ہے، جو گناہ گار انسان توبہ نہیں کرتا یہ اُس کی بے حسی ہے جو چھ چھ مواقع ملنے کے باوجود توبہ نہیں کرتا اور گناہ لکھوا کر ہی چھوڑتا ہے، بلکہ بعض محدثین علیہم الرحمۃ کے نزدیک چھ چھ گھنٹے فرشتہ گناہ لکھنے سے رُکا رہتا ہے

اللہ تعالیٰ کا پیار دوسری جانب اللہ تعالیٰ کی رحمت اتنی وسیع ہے کہ نیکی کا صرف ارادہ کرلینے سے ہی نیکی کا ثواب لکھ دیا جاتا۔ اس کے پیار کا اندازہ اس بات سے لگالینا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کو ہماری ایک لمحہ کے لیے بھی ضرورت نہیں جب کہ ہمیں ہر لمحہ ان کی ضرورت رہتی ہے اس کے باوجود وہ ہمارا اس قدر خیال رکھ رہے ہیں کہ گناہ کر لینے کے بعد موقع پر موقع عنایت فرمارہے ہیں کہ انسان توبہ کرلے اور گناہ نہ لکھا جائے۔ دوسری طرف نیکی کرنے کا سوچنے سے ہی نیکی کرنے سے پہلے نیکی کا ثواب نامہ اعمال میں لکھ دیا جاتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کا اپنے بندے سے مزید پیار بھرا انداز غور فرمائیے کہ بندہ کا وہ گناہ جسے کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرشتے کے ذریعہ بندہ کو چھ چھ مواقع عنایت فرمائے کہ توبہ کرلے گناہ لکھا ہی نہ جائے گا جب بندہ توبہ نہیں کرتا تو فرشتہ اس گناہ کو لکھ لیتا ہے۔ لیکن اس کے بعد بھی یہ گناہ اس قدر کچی سیاہی سے لکھا جاتا ہے کہ اسی دن یا اُس کے سو سال بعد یا جب تک زندگی کا آخری سانس باقی ہے، بندہ اپنے گناہ پر شرمندہ ہو کر ایک بار اللہ تعالیٰ سے اس گناہ کی توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتے سے فرماتے ہیں کہ اس گناہ کو فوراً مٹا دیا جائے جیسا کہ یہ گناہ اس نے کیا ہی نہیں۔ لہٰذا ہم سب کو اتنے پیار کرنے والے اللہ تعالیٰ کی طرف ہر دم متوجہ رہنا چاہیے اور خدانخواستہ کبھی گناہ ہو جائے تو فوراً توبہ کرلینی چاہیے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ اَجْمَعِيْن

◉ اِس جامعہ کے مہتمم اور ماہ نامہ علم و عمل لاہور کے مدیر صاحب دامت برکاتم... مفتی اعظم پاکستان حضرت مولنا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب کے جنازہ میں شرکت فرمائی، اور جنازہ سے فراغت کے بعد کراچی، سکھر اور سندھ کے مختلف مقامات پر تقریباً دس دن اِصلاحی بیانات کا سلسلہ رہا، اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ وَلَکَ الشُّکْر

◉ اس جامعہ میں 7 دسمبر بروز بدھ سلسلہ قادریہ کے چند حضرات کو اصلاحی بیانات کے لیے مدعو کیا گیا اور اُن کے بیانات ہوئے۔ سامعین کو ماشاء اللہ تعالیٰ بہت فائدہ ہوا۔ چوں کہ اِس جامعہ و اِدارہ کے مہتمم و مدیر صاحب مدظلہ العالی کا اپنا ذاتی ذوق ہے کہ اِصلاح کے چاروں سلسلے اپنے ہیں، چاروں سلسلوں میں بیعت ہونا چاہیے۔ اس لیے چاروں سلسلوں کے بیانات ہونے چاہئیں، اسی سوچ کے پیشِ نظر اس جامعہ میں بھی یہ سلسلہ شروع کیا گیا ہے کہ ماہِ نومبر میں سلسلہ نقشبندیہ کے بیانات کروائے گئے تھے اور پھر ماہِ دسمبر میں سلسلہ قادریہ کے۔

◉ اس جامعہ میں چوں کہ تعلیم کے ساتھ تربیت پر توجہ کو بڑی اہمیت دی جاتی ہے، اسی کے ساتھ ساتھ ہنرمندی کی طرف بھی طلباء کو متوجہ کیا جاتا ہے۔ اسی سلسلہ میں شعبہ کتب کے چند طلباء کے لیے ''اے سی، فریج ورکشاپ'' جاری ہے۔ جس کے لیے باقاعدہ ماہر کاری گر کی خدمات حاصل کی گئیں ہیں، جو روزانہ دوپہر چھٹی کے وقت طلباء کو تقریباً ایک گھنٹہ تربیت

سہ روزہ ورکشاپ (ہر مدرسہ کی ضرورت ہے)

دیتے ہیں اور کام سکھاتے ہیں۔ جس میں تقریباً 25 طلباء جامعہ کی ترغیب اور شوق کی بناء پر کام سیکھتے ہیں۔ اِس ورکشاپ کے اختتام پر ورکشاپ کے شرکاء طلباء کا باقاعدہ امتحان اور کامیابی پر سند کا اِجراء بھی ہوگا اِن شاءاللہ تعالیٰ۔

اِس ورکشاپ کا مقصد تعلیم کے ساتھ طلباء کو ہنرمند بنانا ہے۔ تاکہ طلباء تعلیم سے فراغت کے بعد کسی نہ کسی ہنر سے بھی واقف ہوں جس کے سبب وہ ضرورت پڑنے پر اپنا روزگار ترتیب دے سکیں۔

◉ **تصحیح**: گزشتہ شمارہ میں شعبہ کُتب کے طلباء کے ''سہ روزہ تربیتی کورس'' کے بارے میں غلطی سے ماہِ دسمبر کے بجائے ماہِ نومبر لکھا گیا اور تاریخ میں بھی کچھ غلطی رہ گئی تھی۔

◉ ہم علم دین اس لیے سیکھتے اور سکھاتے ہیں، پڑھتے اور پڑھاتے ہیں تاکہ میدانِ عمل میں پورے اُتر سکیں۔ یہ عملی میدان کیسا ہوتا ہے، اس کے لیے ''سہ روزہ سالانہ تربیتی'' ورکشاپ رکھی جاتی ہے۔

◉ گزشتہ سالوں کی طرح اس بار بھی 13.14.15 دِسمبر بروز منگل، بدھ اور جمعرات اِس جامعہ کے طلباء کے لیے سہ روزہ تربیتی ورکشاپ کا انعقاد کیا گیا جس میں طلباء کے اسباق کی بجائے صرف اعمال کی پابندی اور شب بیداری اور نفلی روزے وغیرہ کی عملی پابندی مع مشق کروائی جاتی ہے۔ دیگر مدارس کو بھی اِس طرح کے عملی اِقدامات کرنے چاہئیں، تاکہ طلباء کرام میں علم کے ساتھ ساتھ عمل کا بھی ذوق و شوق پیدا ہو۔

Monthly ILM-O-AMAL Lahore CPL No. 200

موسم سرما اور شرعی ہدایات

1 سونے سے پہلے آگ (ہیٹر وغیرہ) بجھا کر سونا چاہیے۔ (ماخوذ از صحیح البخاری، رقم الحدیث: 6293)

2 جب بھی موزے پہنیں جھاڑ کر پہنیں۔ (المعجم الکبیر للطبرانی، رقم الحدیث: 7620، اسنادہ حسن)

3 جب دھوپ میں بیٹھیں تو آدھے سایہ اور دھوپ میں نہ بیٹھیں۔ (سنن ابی داود، رقم الحدیث: 4821، اسنادہ حسن لغیرہ)

4 مرد حضرات چادر وغیرہ اوڑھیں تو ٹخنوں سے نیچے نہ جائے۔ (التمہید کمافی الموطا لابن عبدالبر 228/2)

5 گرم پانی نکالنے کے لیے پانی ضائع نہ کریں۔ (ماخوذ سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث: 425، اسنادہ حسن لغیرہ)

6 حصولِ گیس کے لیے موٹر یا مشین کا استعمال نہ کیا جائے۔ (ماخوذ فتاویٰ بنوری ٹاؤن)

7 سردیوں میں دن چھوٹے ہوتے ہیں، پیر اور جمعرات کو روزہ رکھنے کی کوشش کی جائے۔ (ماخوذ: سنن ترمذی، رقم الحدیث: 746، اسنادہ حسن)

8 سردیوں میں راتیں لمبی ہوتی ہیں اس لیے تہجد کا ناغہ نہ کیا جائے۔ (ماخوذ: سنن ترمذی، رقم الحدیث: 438، اسنادہ حسن صحیح)

9 سردیوں میں دن چھوٹے ہونے کی وجہ سے ڈیوٹی ٹائم میں ڈنڈی نہ ماری جائے۔ (دارالافتاء، دارالعلوم دیوبند، رقم الفتویٰ: 64431)

10 سردی میں پانی پینے کی کمی کو دور کیا جائے۔ (از اطباء)

(رحمٰن کے بندے وہ ہیں) جو جھوٹ اور باطل کاموں میں شریک نہیں ہوتے اور جب بے ہودہ کاموں کے پاس سے گزرتے ہیں تو (دامن بچاتے ہوئے) نہایت وقار اور متانت کے ساتھ گزر جاتے ہیں

سورۃ الفرقان: 72

رسالہ ماہنامہ علم و عمل لاہور کی رقم جمع کرانے کے لئے

« "بینک الفلاح" کا اکاؤنٹ نمبر: 5575-5000028650

« "البرکہ بینک" کا اکاؤنٹ نمبر: 0322-0102580779016

بنام: Mahnama ilm-o-amal Lahore

ماہنامہ علم و عمل لاہور کے اِجراء اور معلومات کے لئے رابطہ نمبرز:

1 0302-4143044
2 0331-4546365

مدرسہ کے لئے رابطہ نمبر:
0322-8405054
0321-4200041
042-35272270

جامعہ عبداللہ بن عمر (رجسٹرڈ) 23 کلومیٹر فیروز پور روڈ، گجومتہ نزد کاہنہ نو۔ لاہور، پاکستان پوسٹ کوڈ: 53100